اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۵) | مطبوعہ ۱۹ جون ۱۸۹۶ء روز جمعہ | جلد (۲۴)

ایڈیٹوریل نوٹس

ایمرسن فلسفہ دان اور شاعر کا یہہ مقولہ تھا کہ شیطان گدہا ہے یہہ خیال نہایت گہرا اور پُر معنی ہے اس کا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان رفتہ رفتہ آزمایش میں ڈالکر جب کسی کو خوب قابو میں کر لیتا ہے تو آخر کار اپنے جور و ستم میں افراط پیدا کر دیتا ہے اور اُس کا شکار ڈر کر بھڑک جاتا اور پھندے سے نکل جاتا ہے ہمارا خیال ہے کہ شاید مصنف کا مقصد یہہ ہے کہ جب شیطان نے انسان کو بہکایا تو جور و جفا میں یہاں تک زیادتی کی کہ انسان کی ابتر حالت کی آگاہی اللہ جلشانہ تک پہنچی اور خدا نے شیطان کا کام نیست کرنیکے لئے نجات دہندہ بھیجدیا اور اس طرح عین کامیابی کے وقت شیطان شکست کھا گدہا ثابت ہوا + شیطان ظالم ہے اور تمام ظالموں سے ہمیشہ اس قسم کی غلطی ہوا کرتی ہے جب کوئی مذہب کسی جگہہ ظلم و ستم سے رواج پاتا ہے انجام کار وہاں نیچا اُلٹ ہو جاتا ہے۔ ذرا نظر تعمق سے دیکھو کہ محمدی مذہب کا کہاں تک تنزل ہوا ہے۔ روئے زمین کی تمام محمدی سلطنتوں کو دیکھ لو کہ اُنکے جاہ و مراتب میں ایک غایاں تنزل واقع ہوا ہے یہاں تک کہ بہت سے والیان ملک کے اختیارات بھی جاتے رہے۔ باقی رہا سلطان روم وہ بھی اسی غلطی آمیز اصول پر عمل کر رہا ہے اگرچہ ہم کہہ نہیں سکتے کہ اس ظالم جفاکار سے مظلوم آرمینیل کا خون بہا کس طرح لیا جائیگا اور کس طریقہ سے ظلم کا پھل اُلٹا ہوگا لیکن اب کریٹ میں ستمگاری کا انتقام کچھہ شروع ہونے لگا ہے مسیحی بادشاہ ہوتے پورا پورا صبر کیا لیکن جب سلطان کی جفاکاریاں حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو آخر یہہ نتیجہ نکلا کہ جزیرہ کریٹ میں مسیحی رعایا کے سرکش ہونے اور حسب اتفاق سلطانی بلوہ فرو کرنیکے وقت دول خارجہ کے تمام سفیروں نے متفق اللفظ کہدیا کہ خبردار! اور مسیحیوں کا خون مت بہا اور ممکن ہے کہ وہ اُس کے اختیارات سے آزاد ہو جائیں اور اگر وہ آزاد ہو گئے تو یہہ خبر وحشت اثر سلطنت کے تمام صوبوں میں پھیل کر انکو بھی برگشتہ کر دیگی اور ممکن ہے کہ وہاں بھی رفتہ رفتہ سرکشی پیدا ہو اور سلب اختیارات کی صورتیں پیدا ہو جائیں خیر ہم تو نبی نہیں اور نہ نبوت یا پیشنگوئی کا دعوی کرتے ہیں لیکن اتنا ہمکو یقین ہے کہ خواہ کریٹ کا معاملہ اس سلطنت کے گرنیکا باعث ہو یا نہو یا ایسی ہی کسی اور صورت سے تباہی پیدا ہو مگر اس کے دن گنے گنائے نظر آتے ہیں کیونکہ شیطان خواہ گدہا ہو یا نہو مگر ظلم و ستم سے مذہب پھیلانے والے ضرور گدہے ہیں اور ان کا یہہ عمل محض گدہا پن ہے کیونکہ اس کا نتیجہ اُلٹا نکلتا اور وہ کلام پاک پورا ہوتا ہے کہ انسان کے قہر سے بھی خدا کی ستایش کرائی جاتی ہے +

ہمعصر اخبار عام پورے جوش و خروش میں اگرمشنریوں کے برخلاف لاف و گزاف ہانک رہا ہے طرز تحریر کو دیکھکر خیال پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نہایت دانشمند ہے کہ اخباروں کو آزادی بخشتی ہے تاکہ دلوں کا جوش قلم کی نوک سے باہر نکل جایا کرے کیونکہ اگر جوش دبا رہے تو کسی اور طرح پھوٹ نکلنے کا اندیشہ ہے علیٰ ہذالقیاس مشنریوں کے حق میں سخت سُست لکھنے سے ہمارے ہمعصر نے اپنی طبیعت خوش کر لی اور ہمکو اُمید قوی ہے کہ پھر وہ صلح پسند ہو گیا اور ہم کو یہہ بھی یقین ہے کہ وہ کبھی بھی اُن باتوں کے مددگار نہ ہونگے جنکا ذکر دہمکی کے طریق پر کرتے ہیں لیکن اگر ایسا وقوع میں بھی آوے تو ہم یاد دلاتے ہیں کہ شہیدوں کا خون کلیسیا کا بیج ہے اور تمام ظلم گدہا پن ہے جیسا کہ ہم نے اپنے دوسرے نوٹ میں لکھا ہے اور اگر بالفرض مسیحی مذہب ہندوستان میں ظالمانہ طریق پر روکا جاوے تو اسکا نتیجہ اُلٹا ہوگا جیسا کہ روم سے کبر میں ہوا + شکر ایزد کہ ہم امن و امان میں رہتے ہیں اگر خدا کی مرضی ہو کہ ہم ظلم و ستم کے ہاتھوں میں پھنس جاویں تو وہ اپنے لوگوں کو تحمل و برداشت کی طاقت عطا کریگا اور مسیحیت کی ترقی عظیم سے جو اُسوقت پیدا ہوگی بخوبی ثابت ہو جائیگا کہ انسان کے قہر سے بھی خدا اپنی ستایش کرواتا ہے علاوہ ازیں ہم آپکو جتلاتے ہیں کہ آپکو خوانخواہ فرضی باتوں سے جوش پیدا ہو گیا ہے اور سوائے بیوجہہ تعصب کے اور کچھہ بھی نہیں۔ یہہ باتیں محض فرضی ہیں کہ نوجوان ورغلایا گیا اور پادری صاحب نے دہوکا دیا۔ ان باتوں کا آپنے کوئی ثبوت نہیں دیا اور نہ دیسکتے ہیں۔ تمام منصف مزاج لوگوں پر بخوبی ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ ہم بہکاتے ہیں اور نہ دھوکا دیتے ہیں بلکہ متلاشیوں کو تبدیل مذہب سے پہلے روکتے ہیں اور اُس کو بھی طرح سنو لیتے ہیں پھر اگر مسیح کی محبت میں پکا اور سچا دیکھتے ہیں تو نجات ابدی کا رستہ بتاتے ہیں اور حیات جاودانی سے فیض یاب کرتے ہیں +

نور افشاں

پادری اے۔ ایچ ویونگ صاحب ایم اے۔ ایڈیٹر

پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب ۔ پادری ایچ گولکناتھ صاحب } ایسوشیٹ
مسٹر ایم ایل اسلم صاحب بی۔ اے۔ پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے } ایڈیٹرز

بقیہ

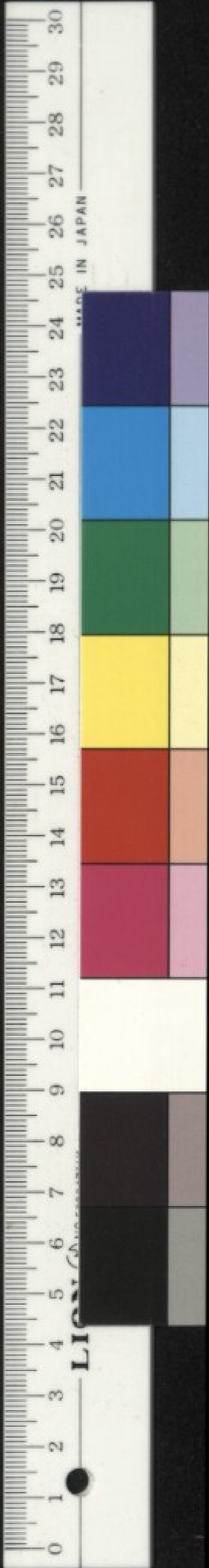
انجمن حمایت اسلام لاہور کے ماہواری رسالہ بابت ماہ فروری مارچ و اپریل ۱۸۹۶ عیسوی پر ریمارک

ایک دوسرا لکچر عبد الغنی نامی طالب العلم اسلامیہ کالج لاہور کیطرف سے ہے۔ یہ ایک بیان دربارہ صلوٰۃ ہے جس کی عظمت میں قرآن میں یوں مرقوم ہے۔ ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشا والمنکر آپ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ "قرآن تو برحق ہے پر ہم جو نماز پڑھتے ہیں واقعی وہ نماز نہیں" آگے چلکر آپ یہہ ثابت کرتے ہیں کہ واقعی نماز ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے اور اگر ہم نماز کو نماز کر کے پڑھیں تو ایک آٹھ دن میں ہماری زندگی بہشتی زندگی ہو جاویگی۔ کیونکہ اگر ہم سچے دل سے ایک امر سے توبہ کریں تو واقعی وہ امر ہم سے دور ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وضو کرنے میں یہہ حکمت ہے کہ جس وقت ہم ہاتھوں کو دھوتے ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے آگے اقرار کرتے ہیں کہ اے غفور الرحیم ہم نے اب کل گناہوں سے ہاتھ دھوئے۔ کلی کر کے ہم اپنے منہہ کو اُن تمام گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں جو زبان کے ذریعے کئے۔ اسی طرح ناک منہہ کہنیوں کان سر اور پاؤں کو دھو کر ہم اُن تمام گناہوں سے اپنے آپ کو الگ کرتے ہیں جو ہمارے اُن مختلف اعضائے کئے وغیرہ۔ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ پنج وقتی نماز کی بجائے اگر نماز کے متعلق ہر ایک فعل ہمارا سچا ہوتا تو ایک وضو ہی ہمیں گناہوں سے پاک صاف کرنے کو کافی تھا۔ وضو کر کے جب ہم نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو ہمارا اللہ اکبر کہہ کر کانوں پر ہاتھ دھرنا۔ گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے یہہ کہنا ہے کہ ہم کل گناہوں سے کانوں پر ہاتھ دھر کے تیرے سامنے آتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ سبحانک اللہم جس طرح تو نقص سے پاک ہے ویسا ہی ہمیں گناہوں سے پاک کر۔ پھر سورہ فاتحہ کی آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین " پڑہتے یعنے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ اگر عملی طور سے اس پر کاربند ہو جاوے تو بیشک ہماری نماز ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر کے مصداق ہوگی"

عبادت کی تعریف آپ یوں کرتے ہیں یعنے "اللہ تعالے کے احکام پر چلنا" تو گویا ہم تیرے احکام پر چلتے ہیں اور تجھ ہی سے اعانت چاہتے ہیں۔ اعانت ہماری عبادت پر موقوف ہے گویا یہہ ایک قسم کا معاہدہ ہے جو ہم میں اور اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہے یعنے ہماری طرف سے عبادت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت پھر آپ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے نماز ظہر ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے یہہ وعدہ ایاک نعبد کہکر کر لیا کہ ہم تیرے سوا کسی کے احکام نہیں مانیں گے۔ اور ہمیں یہہ بھی خیال ہے کہ ابھی نماز عصر کو پھر اس اقرار کو تازہ کرنا ہے۔ تو صرف دو تین گھنٹے کے لئے انسان طبیعت پر قابو پاکر گناہ سے بچ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر برابر عصر سے مغرب اور مغرب سے عشا اور پھر ظہر تک اس وعدہ کی تجدید کی تو ممکن ہے کہ آٹھ دن کی زندگی ہمکو فرشتہ بنا دے۔ آخر میں آپ مایوسی سے کہتے ہیں کہ ہماری نمازیں وہ نماز ہی نہیں۔ اس لئے نہ تو ہم میں صلاحیت ہے نہ فلاح کیونکہ ہم نے عبادت چھوڑ دی اور خدا نے اعانت"۔

مذکورہ بالا تقریر سے ثابت ہے کہ قرآن کی تعلیم انسان کو اُس کی نجات کے لئے آپ ہی پر چھوڑتی ہے تو پھر بھلا کیا علاج ہے اُس انسان کا جو اپنی تباہی اور گنہگار حالت سے آگاہ ہے اور جانتا ہے کہ اُس کا دل بہ نسبت نیکی کیطرف کے بدی کیطرف زیادہ جھکتا ہے۔ قرآن کی تعلیم کے مطابق انسان صلوٰۃ میں خدا کے آگے اپنی عبادت یعنے احکام بجا آوری کو لیکر آتا ہے اور اعانت کا دعویٰ کرتا ہے ایسی تعلیم اور ایسی نماز سے دو نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ اول یہہ انسان کو خود پسند اور مغرور بناتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گناہوں کا اقرار کرتا ہوا نہیں آتا نہ اس امر کی اعانت چاہتا ہے کہ خدا اُس کو گناہ سے بچاوے۔ بلکہ وہ مدعی ہو کر آتا ہے اور دعویٰ اعانت احکام کی بجا آوری کے عوض کرتا ہے۔ دوسرا یہہ کہ ایسا شخص گناہ کی ماہیت کو ہرگز نہیں سمجھ سکتا اُس کی نگاہ میں پاکیزگی گناہ کے نہونے کا نام ہے یعنے اپنی طبیعت کو قابو رکھنا یا کسی خاص گناہ سے پرہیز کرنا۔ اور وہ اسی فعل کو پاکیزگی تصور کرتا ہے اس کے برعکس مسیحی تعلیم ہمکو سکھلاتی ہے کہ انسان گنہگار ہے اور کہ ہماری راستبازی اللہ تعالیٰ کے سامنے نجس کپڑے کی طرح ہے۔ مسیحی تعلیم اس امر کی طرف بلاتی ہے کہ اے تھکے ماندو اور گناہ کے بوجھ میں دبے ہوؤ میرے پاس آؤ اور میں تم کو آرام دونگا"۔ ہم جیسے ہیں ویسے ہی خدا کے پاس آتے ہیں ہم اپنے تئیں اُس کے حوالے کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے خداوند مجھ گنہگار پر رحم کر اور میری اعانت کر۔ مسیحی تعلیم کے مطابق پاکیزگی صفت میں داخل ہے ہمارے دل میں محبت۔ فروتنی۔ انکساری۔ پرہیزگاری۔ صبر اور بردباری کا پیدا ہونا ہی پاکیزگی ہے۔ اور یہہ پاکیزگی ہمارے اعمال کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ خدا کی روح کا پھل ہے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے دل کو اپنے قابو میں لا دیں اور نماز ظہر سے تا عشا اس فعل کو جاری رکھیں تو آٹھ دن کی زندگی ہمکو فرشتہ بنا دیگی۔ اے نوجوانان ہند کب تک اپنی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈالے رہو گے۔ کیا یہہ ممکن ہے کہ ہم اپنے ارادے سے گناہ کے زور اور اُس کے دباؤ اور غلبہ پر قابو پا سکتے ہیں۔ بالفرض



ہم نے اس امر کو تسلیم بھی کیا کہ واقعی دلی ارادے سے ہم کسی خاص گناہ سے پرہیز کر سکتے ہیں پر پرہیز کرنا تو پاکیزگی میں داخل نہیں۔ بلکہ گناہ سے دلی نفرت کرنا اور خدا اور اُس کی مرضی کو بجالانا پاکیزگی ہے۔ گناہ سے کس طرح ہم نفرت کر سکتے ہیں مسلمان کہتے ہیں دل پر قابو پانے سے۔ بیشک دل پر ہمارا ارادہ قابض ہوتا ہے پر ہمارا ارادہ ہمیں گناہ سے متنفر نہیں کرا سکتا۔ مردہ جان کو ہمارا ارادہ جلا نہیں سکتا۔ اور وہ شخص جو گناہ میں مُردہ ہے کیونکر اُس کا ارادہ اُس کو جلا سکتا ہے۔ بلکہ ہمارا تجربہ اس پر شاہد ہے کہ جس امر کو ہم کرنا نہیں چاہتے وہی ہم سے ہوتا ہے لقولیکہ الناس حریص علی ما منع "گناہ میں ہم پیدا ہوئے۔ پاپیہم پاپ کرما ہم پاپ آتما وغیرہ گناہ ہمارے رگ و ریشہ میں گھسا ہوا ہے طبیعت ثانی بنگیا ہے تو بھلا اُس کو ہمارا ناقص و ناپاک ارادہ کس طرح دفع کر سکتا ہے۔ گناہ گویا نفسانی زندگی لب کرتا ہے ہمارا ارادہ اس گناہ آلودہ زندگی کی موج کو روک نہیں سکتا۔ کیا بہتا ہوا پانی رک سکتا ہے خواہ کتنا ہی بند لگاؤ پر اُس کی رفتار میں ممکن نہیں کہ فرق آسکے اسی طرح سے ہم اپنی زندگی کے گرداگرد ہزاروں ہی ارادے کے بند لگائیں تو بھی گناہوں کے پر زور رو کو وہ کسی طرح روک نہیں سکتے۔ اس بات میں تو ہم لکچرار صاحب سے بالکل متفق ہیں کہ جب تک کہ ارادہ کی صفائی نہوے ہماری نماز نماز نہیں لیکن سوال یہہ ہے کہ دل کی صفائی ہو تو کیسے ہو؟ انجیل کی تعلیم ہے کہ ہمیں نئی پیدائش کی ضرورت ہے چنانچہ مسیح نے نکودیمس کو صاف کہا "میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی سر نو پیدا نہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا" اس کے حاصل کرنے کے لئے اوّل یہہ امر ضروری ہے کہ ہم اپنی لاحاصل کوششوں کو چھوڑکر جیسے ہیں مسیح کے پاس آویں کیونکہ وہ شکستہ دلوں کو یہہ دعوت دیتا ہے کہ اے تھکے ماندو تم جو گناہ کے بوجھ میں دبے ہوئے ہو۔ میرے پاس آؤ۔ میں تمکو آرام دونگا۔ دوم ایمان کی ضرورت ہے۔ سوم اطاعت کی ضرورت ہے جب تک یہہ تینوں ہم میں موجود نہوں تب تک ہم سرکشی کی حالت میں ہیں۔ ہم خدا کی دعوت کو رد کرتے ہیں اور اعمال پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ نجات کا مدار خدا نے ہم پر نہیں چھوڑا ورنہ یہودی کبھی کے راستباز ٹھہرائے گئے ہوتے۔ بلکہ نجات کے کام کو خدا نے خود ہمارے واسطے پورا کیا ہے۔ ہم خدا کے فضل سے نہ اپنے اعمال سے خدا کے مقبول نظر ہوئے ہیں۔ چنانچہ مرقوم ہے۔ افسیوں کا خط دوسرا باب پہلی آیت اور اُس نے تمہیں بھی جو خطاؤں اور گناہوں کے سبب مردہ تھے زندہ کیا۔ وغیرہ

ہندوستان کی کایاپلٹ

اور

اس میں مسیحی مذہب کی ضرورت

نمبر (۱)

یہہ ایک بھاری مضمون ہے اور ہمارا ارادہ ہے کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً خامہ فرسائی کرکے ہدیہ ناظرین نور افشاں کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین حق پسند کی دلچسپی سے خالی نہوگا۔

موجودہ ہندوستان کی طرف اگر بغور دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوگا کہ قدیم ہندوستان اور موجودہ ہندوستان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہمارا ملک ہند اپنی خوابگاہ سے آنکھیں ملتا ہوا اٹھتا نظر آتا ہے۔ زمانہ کے علامات بخوبی ظاہر کرتے ہیں کہ اپنی سوشیل اور ملکی تحریکوں میں ہمارا سفید ریش ہند زمانوں کی گرد غفلت کو جھاڑ رہا ہے معہذا۔ اس تبدیلی کی وجہ سے ہم اپنے عمر رسیدہ ہند کو اب نوجوان ہند کے نام سے موسوم کرتے ہیں گو یہہ نقیضین میں داخل ہے پر تبدیلیوں کی رفتار کو دیکھ کر یہہ لقب موجودہ ہند کے حق میں نہایت موزون اور جیسے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ملک ہندوستان واقعی بدل رہا ہے اور اس کی تبدیلی کی رفتار روبہ ترقی ہے جس کا انجام امید ہے کہ انجام عمدہ ہوگا۔

پروٹیسٹنٹ والوں کا قول ہے کہ پتنوں میں موت کا ظہور ان کی دوبارہ زندگی کا گویا پیش خیمہ ہے۔ علی ہذالقیاس قدیم ہند نے بھی اب موت کی صورت اختیار کی ہے یعنے کہ اس میں نئی زندگی پیدا ہونے والی ہے ہمارے ملک کے بزرگوں کے پرانے نقشوں میں (جس پر اب تک ہمارے نوجوان نگاہ حسرت ڈالتے ہیں) اور موجودہ مہذب خیالات میں جو ہمکو اہل یورپ سے حاصل ہوئے ہیں سخت اختلاف ہوتا جاتا ہے۔ ملک ہند کی موجودہ حالت سے کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کا رُخ کس طرف کو ہے اور انجام کیا ہوگا۔ پیشتر اس کے کہ ہم اس پر کچھ لکھیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اہل ہند کی تواریخی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالیں تاکہ جو کچھ لکھا جاوے وہ صحیح معلومات پر مبنی ہو۔

اوّل اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمارا ملک تہذیب کا ایک بنیادی زمانہ رکھتا ہے جو ورثتاً ہم تک پہنچا ہے اور جو ہمارے لئے بیشک جائے فخر ہے۔ یہہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر ایک قوم کا زمین کے پردے پر باوجود اپنے مجوزہ تشخصات کے کچھ نہ کچھ دوسری قوم سے تعلق رہا ہے جس سے ایک قوم دوسری قوم کے خیالات سے بوجہ جنسیت کے خواہ مخواہ متاثر ہوئی ہے۔ تہذیب مثل دانہ کی رجعی ادھیلی ہے اور تہذیب میں ترقی تب ہی ممکن ہے جبکہ ایک قوم کا دوسری قوم سے کچھ واسطہ ہو۔ گو قوموں میں اب بڑی بھاری تشخیصی تفریق پیدا ہوگئی ہے اور اس تفریق اور تشخیص کا باعث ملک اور آب و ہوا کی تبدیلیوں کی وجہ سے ہے تاہم ایک انسان ہر جگہ انسان ہی مانا جاتا ہے اور دنیا میں جنس انسان کی انفرادی حالت کہیں بھی نہ پائی جاویگی کیونکہ انسان انسان کے ساتھ ایک طبعی اور حقیقی رشتہ رکھتا ہے۔ اسی طرح قوم قوم کے ساتھ وابستہ ہے ایک قوم دوسری قوم کے لئے تہذیب کی بنا ہوئی ہے۔ مثلاً تمام اہل یورپ کی تہذیب کی بنا

ملک روم اور یونان پر ہوئی ہی اور انکی ہانہد وچین وعرب وفارس پر ہوئی ہی۔ غرضیکہ زمانہ سلف قوم کے لئے ایک بنیاد ہوا ہی وہ ہمکو ہماری علمی اور اخلاقی ترقی کے لئے گویا وراثت کے طور پر ہاتھ لگا ہی مختصر یہہ کہ تہذیب کا شروع اور آخر کسی ایک قوم پر محدود نہیں ہی بلکہ ایک قوم نے دوسری قوم کی تہذیب پر بنیاد ڈالی ہی اور پہلے سے زیادہ ترقی کرتی گئی ہی اس بات کو مدنظر رکھکر اگر ہم ہندوستان کی طرف مخاطب ہوں تو ظاہر ہی کہ ہند ایک قدیم زمانہ تاریخ تہذیب کا رکھتا ہی اور اس پر ہمکو فخر ہی مگر ہمارا دعویٰ یہہ ہی کہ ہند کے ویدوں اور راماین کا زمانہ ہندوستان کی آیندہ نسلوں کے لئے بنیاد نہیں ہوا ہی بلکہ دیگر اقوام کے لئے خصوصاً یونان کے لئے چنانچہ پروفیسر مکسمیولر صاحب ودیگر محققین نے اسبات کو تصدیق کیا ہی موجودہ ہند کی تہذیب کی عمارت کچھ اور ہی ڈھنگ کی ہی وہ قدیم زمانہ کے نمونہ پر نہیں اٹھی۔ جب سنسکرت بھاشا کا استعمال بند ہوا اور ہندوؤں کی آزادگی اور خودمختاری جاتی رہی۔ یہانتک کہ وہ غیر اقوام کے حملوں کے تختہ مشق بنے رہی اور غلامی کے جوئے تلے آئے۔ اُس وقت سے ہند کی ترقی کافور ہوئی۔ مکسمیولر صاحب نے جو علم کلام میں شہرہ آفاق ہیں اپنے درسوں اور دیگر تصنیفات میں اس بات کو بخاطر تمام ثابت کیا ہی کہ یورپ اور یونان ابتدا میں ہند کی قوموں کی تہذیب کے خوشہ چین رہے ہیں۔ وہ پودہ تہذیب جس کا آغاز ہند میں ہوا نشوونما پاکر یونان میں پھلا پھولا اور یورپ میں ثمر آور ہوا۔ مکسمیولر صاحب قدیم ہندوستان کے ثناخواں ہیں مگر وہ موجودہ ہندوستان سے ناآشنا معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارے ملکی لوگوں کی بھی یہہ عادت میں داخل ہوگیا ہی کہ قدیم ہند کی تاریخ کو دیکھکر نازاں ہوتے ہیں مگر یہہ بھول جاتے ہیں کہ محض اپنے آبا و اجداد کی ترقیوں کے گیت گا گا کر خوش ہو کر پھولے جامے میں نہ سمانا اور پدرمن بادشاہ بود کی لنترانیاں ہانکنا ایک ایسا فخر ہی جس کو فخر بیجا کہنا چاہئے یعنی موجودہ تباہ حالت پر مطلق نگاہ نہیں ہمارے بزرگوں کی تصنیفات میں

ہر ایک قسم کے علم کا شروع موجود ہی۔ انہوں نے دین سایئنز فلسفہ۔ علم کلام میں بہت بڑی طبع آزمائیاں کیں یعنے ایک قسم کی تہذیب کی عمارت بنانے کا قصد کیا ہی مگر آنے والی نسلیں زمانہ کے انقلاب کیوجہ سے جس سے تنگدستی اور غلامی ان کے ہاتھ لگی اس بنیاد کو مکمل نہ کرسکیں اور نتیجہ یہہ ہوا کہ دیگر اقوام کی نسلوں نے اس کو لے کر کچھ تراش خراش کے بعد اپنی تہذیب کی عمارت اُٹھالی۔ پھر مکسمیولر صاحب نے اپنی ایک اور کتاب مسمی بہ تحقیق وتدقیق مقابلہ مذاہب مذہب کے مخزن اور ماخذ کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہی اور اپنے اس دعوے کو قائم کرکے کہ مذہب کا ماخذ الہام نہیں بلکہ باطنی انسانی تاریخ سے ہوا ہی تو وہ ویدوں کی سنتہاؤں کی طرف ہمکو مخاطب کر کے یہہ کہتے ہیں کہ اگر مذہب کا ماخذ انسانی تواریخ تسلیم کرلیا جاوے تو ہند سے مذہبی تواریخی سلسلہ شروع ہوا ہی۔ اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں کہ انسان اپنی فطرت میں مایل بہ دین ہی اور اس لحاظ سے مذہب کا ایک تاریخی سلسلہ تمام بنی نوع انسان میں پایا جاتا ہی اور اس لحاظ سے ہند کا اس میں بڑا حصہ ہی پر اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بیشتر اس کے کہ ہمارے رشی بزرگ ہندوستان میں آئے انہوں نے بھی اپنے بزرگوں سے ہند میں قدم رکھنے سے پہلے وسط ایشیا میں بہت کچھ سیکھا اور اگر اس سلسلہ تاریخ کے کھوج کے لئے برابر پیچھے کو ہٹتے چلے جاویں تو دور و تسلسل کے مغالطے سے بچنے کے لئے ہمکو تسلیم کرنا پڑے گا کہ دین کا آغاز کہیں نہ کہیں الہام ہی سے ہوا خیر یہہ تو ایک امر دیگر ہی پر ہمکو تو جہانتک تاریخی سلسلہ مذہب کا چلا ہی اس میں شک نہیں کہ ہند میں دین کی ایک تاریخی بنیاد ضرور ہی پر اس سے زیادہ ہند کا فخر بیجا ہی کیونکہ آیندہ نسلوں نے اس مذہبی عمارت پر ایک بھی روا نہیں لگایا نہ وہ علم کلام ہی رہا اور نہ وہ زور فصاحت جس سے کہہ سکیں کہ ہم ایک اعلیٰ درجہ کی فضیلت رکھتے ہیں +

کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں سے لیکر راس کماری تک اپنے بزرگوں کے مقابلے میں جو کچھ نظر آتا ہی وہ ایک تقویم پارینہ کے حساب میں شمار ہونے کے لایق ہی چنانچہ ایک لیئق ہندوستانی پروفیسر بھنڈرکار جسکی نسبت کسی قسم کی پاسداری کا خیال مطلق نہیں ہوسکتا۔ اپنے ایک انگریزی درس میں جو اُس نے اپنے ہی اہل مذہب کے سامنے دیا یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ "وہ میثا جس نے اپنے آبا کی حیثیت کو قایم نہ رکھا نہ اُس کے برابر حکمت اور دانائی اختیار کی تو وہ بلاشبہہ اُس کی بے قدری کا باعث ہی اسی طرح کیا ہم اپنے آبا و اجداد کی جس کا ہمکو کمال فخر ہی ترقی نہ کرنے سے بے قدری نہیں کر رہے جب اُن سے بھی گئے گذرے ہوئے کیونکہ اگر تواریخ دیکھی جاوے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ ہمارے علم کلام کی وہی حد رہی ہی جو پانینی اور کیطان نے باندھی اور ہمارا علم فلسفہ اور علم ادب بعینہٖ وہی قایم ہیں جہاں کا پدکنادہ گوتم والمیک و بانسو وغیرہ نے ان کو چھوڑا تھا اور تمہارے حسن معاشرت کے دستورات واقعی اُن کے فروغ و اقبال کے زمانہ سے کہیں نامعقول ہیں" دنیا میں جدھر دیکھو ہر ایک امر میں ترقی کی صورت بدلتی اور بڑھتی ہی چلی جاتی ہی پر موجودہ ہندوستان کے زمانہ کے پھیر میں نرالے ہی ڈھنگ سے صورت بدلی ہی وہ اپنے مقررہ راستہ سے بھٹک گیا ہی کچھ تو ہمیزہ ذات پات کے بندھن میں آنے کی وجہہ سے اور کچھ دیگر اقوام کے شکار بننے سے اس میں مادۂ ترقی ہی اُٹھ گیا ہی اور اس کی بجائے تنزل نے اپنی مہیب صورت دکھائی + باقی آیندہ

غور طلب

خرد حاصل کرنا سونے سے کیا ہی بہت بہتر ہی۔ اور فہمید پیدا کرنا روپے سے بہت پسندیدہ ہی + راستکار آدمی کی شاہراہ یہہ ہی کہ بدی سے بھاگے اور وہ جو اپنی راہ سے خبردار ہی اپنی جان کا نگہبان ہی + ہلاکت سے پہلے تکبر اور زوال سے آگے دل کا غرور ہی + فروتنوں کے ساتھ فروتن بننا اُس سے بہتر ہی کہ لوٹ کا مال مغروروں کے ساتھ بانٹ لیجئے +



مُرَاسَلات

یوحنا ۸/۱۲

جہان کا نور میں ہوں

جو

میری پیروی کرتا ہی اندھیرے میں نہ چلیگا

اس زمانہ سے بہت مدت پیشتر جبکہ سورج چاند ستارہ سیارہ اس ظلمت کدہ عالم میں نور افگن نہ تھے اور زمین سنسان اور ویران تھی اور گھراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اُس وقت خدا نے فرمایا کہ اُجالا ہو اور اجالا ہو گیا - اُسی خدا نے اپنے کلمہ قدرت سے دو بڑے نور بنائے ایک نیر اعظم جو دن پر حکومت کرے - اور ایک نیر اصغر جو رات پر حکومت کرے - اور ستاروں کو بھی بنایا اور خدا نے اُن کو آسمان کی فضا میں رکھا کہ زمین پر روشنی بخشیں - یہہ سب کچھ ہوا تاکہ فرد بشر غور کرنا کھایں اور ان ساری جلالی اور نورانی مخلوق کا مشاہدہ کر کے اُس نور احدیت کے پرتو اجلال سے اپنے دیدۂ دل کو منور کریں جسنے محض اپنی محبت اور قدرت سے اُن کے لئے نہاں خانہ عدم سے یہہ کرشمہ دکھایا لیکن ہزار افسوس کہ انسان خود بین نے باوجود اس قدر روشنی سہ گانہ کے اندھیرے کاموں کو پسند کیا چنانچہ برہمنوں نے ویدکی جان اور اصل اصول گایتری نوروں کے بانی کو چھوڑ کر اسی سورج کی تعریف میں تصنیف کی اور اُس کو اپنا معبود قرار دیا اور عرب کے مصلح نے بھی سورج گہن کی نماز مقرر کر کے مکہ کے بت پرستوں کو ہندوستان کے آفتاب پرستوں سے ملا دیا غرض ساری خلقت اپنے خیالوں میں بیہودہ ہو گئی اور اُن کے نافہم دل تاریک ہو گئے - اُنہوں نے خدا کی سچائی کو جھوٹھ سے بدل ڈالا اور بنانے والے کی نسبت سے بنائی ہوئی چیزوں کی زیادہ پرستش اور بندگی کی - ایک نہایت ذی شعور مشہور زردشت بھی جس نے دنیا کے لحاظ سے عجیب طور کا مذہب ایجاد کیا اسی تاریکی میں پھنس گیا کہ ہندوؤں کے قدیم خیال کے مطابق آگ کو جسے وہ سورج کی دوسری صورت باور کرتے ہیں معبود قرار دیا اور ایک ایسی قوم کو جو فن تجارت میں نہایت چالاک مانی گئی ہی حقیقی نور سے دور کر دیا - غرض این خانہ تمام آفتاب است اور اسی لئے وہ آتے ہوئے دنیا میں یوں پکارا کہ جہان کا نور میں ہوں - ناظرین! یہہ کون ہی جو ایسا روشن دعوی کرتا ہی اور اُس کے پاس کیا دلیل ہی قصور معاف یہہ محمد نہیں ہی جس کا بیان عاشقان محمدی نورنامہ میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں بھلا سنگ اسود (کالا) کو کوہ نور سے کیا مناسبت ہی حضرت صاحب کی تعلیمات کا ذخیرہ اگر قرآن کو اُن کی تصنیف نہ مانیں تو صحاح ستہ اور مشکات وغیرہ موجود ہیں چراغ بال کر ملاحظہ کیجئے کہ کیسا اندھیرا مچا یا ہوا ہی دین میں زبردستی کثرت ازدواجی غلامی جہاد کیا تاریک باتیں نہیں ہیں اور خود حضرت کے افعال بھی اس امر پر دال ہیں کہ ایسے فاعل کو نور سے کچھ بھی لگاؤ نہیں ہو سکتا - شاید کوئی ہندو برادر رام چندر کو پیش کرے تو ہم بادب التماس کرتے ہیں کہ یہہ پیش کرنے والا نور کے معنی جانتا ہی نہیں اور نہ وہ اُس کی خاصیت سے واقف ہی البتہ ایک بات تو ہی کہ بہ نسبت اور اوتاروں کے اس شخص کو بھلائی کے ساتھ یاد کرنے میں اسباب پر روشنی پڑتی ہی کہ باپ کی فرمانبرداری کرنے میں کیسی سعادتمندی ہی مگر صد افسوس رام چندر کے ایک قول سے یہہ روشنی بھی دھندلی پڑ جاتی ہی اور وہ قول یہہ ہی کہ

جو جنتو بن بند بچھو ہو ــــــ پتا بچن منتو نہیں اُ دہو

ترجمہ راجندر جی فرماتے ہیں کہ اگر میں جنگل میں بھائی کی جدائی کو جان لیتا تو باپ کا وہ قول نہ مانتا یعنی صحرا نوردی اختیار نہ کرتا - پھر راون کی بہن سے ذو معنی دروغ بولنا اور اُس کی ناک کٹوانا اور بال کا بلا وجہ قتل اور خاصکر خودکشی خود تاریکی کے کام ہیں - اور اگر ہندو مذہب میں کوئی اور نور ہی جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہی تو کچھ اندیشہ نہیں جمیع فرق ہنود کے چال چلن اور اُن کی کتب سے ذیل کی باتیں آفتاب کی صورت سارے عالم پر ظاہر ہیں جو بالکل تاریک ہیں - برن ذات چھوت چھات - عناصر پرستی - بت پرستی - نیوگ - مادہ اور روح کی قدامت اواگون - ان باتوں پر دنیا کی تہذیب یافتہ قومیں قہقہہ لگاتی ہیں اور خدا ترس اشخاص افسوس کے ساتھ اس تاریکی کو دور کرنا چاہتے ہیں - پھر یہہ کون شخص ہی +

جواب میں عرض کی جاتی ہی کہ ملک یہودیہ میں ناصرت کا رہنے والا کواری مریم کا لڑکا یسوع مسیح ہی - کیا آپنے اُس کی سوانح عمری کبھی ملاحظہ کی ہی؟ اُس کی تاریخ کی چار متفرق کتابیں چار مختلف مورخوں کے قلموں سے لکھی گئیں متی مرقس لوقا یوحنا لیکن شاید یہاں یہہ سوال لازم آئے کہ ان کتابوں میں جو کچھ مندرج ہی وہ بہت کم ہی جس حال میں کہ ایسا نامی گرامی شخص دنیا میں آیا کیا یہہ عجیب نہیں اور آخری مورخ کا یہہ کہنا کیسا درست اور سنجیدہ ہو گیا پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں نہ سما سکتیں - یوحنا ۲۱/۲۵ لیکن ایسے مورخان روشن بصر سے بعید نہ تھا کہ اندک از بسیارے او مشتے نمونہ از خروارے پر عمل کر کے اس کرۂ نور علی نور آفتاب صداقت کی صرف چند شعاعوں کو ہمارے دلوں پر ڈالیں جس سے ساری باتوں پر کیا مخفی روشنی پہنچے ناظرین سے درخواست کی جاتی ہی کہ وہ سورج کی کرنوں کو اندر آنے دیں اور بس +

خداوند یسوع المسیح جہان کا نور ہی ذیل کے لحاظ سے -

اوّل - خالق کے لحاظ سے - دنیا کے تاریکی پسندوں نے خدا کی بابت عجیب وغریب دھندلے خیال ظاہر کئے اگر اُن کو تفصیل وار لکھیں تو ہزار دفتر چاہئے صرف ایک ہی خیال

بطور نمونہ پیش کرنا کافی ہی کہ اُنہوں نے خدا کو ایسے حاکم کی صورت میں ڈھالا ہی کہ جو نہایت سخت دل اور نامہربان اپنے محکوم پر فرمانروائی کرتا ہی اور اس سے لوگوں کے دل پر خدا کا وہی عکس پڑا جو ہمارے یہاں کے دنیوی حاکم ڈال سکتے ہیں اور وہی رشتہ پیدا ہوا جو کچے دھاگے کی مانند ذرا سی الناہن میں ٹوٹ جاتا ہی اور اس نالایق خیال کا نتیجہ یہہ نکلا کہ لوگ اپنے مالک کو چھوڑکر اوروں پر بھروسہ کرنے لگے اور سچ بھی ہی کہ مرتا کیا کرتا لیکن اس جہان کے نور نے فرمایا کہ خدا تمہارا باپ ہی تم اُس سے اس طرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہو دیکھو خداوند کی دعا۔ یہہ کیسے نورانی الفاظ ہیں یہاں اُس محبت کا ایما ہی جو اس دُنیا میں باپ اپنے بیٹے پر مبذول کرتا ہی کیسا ہی نالایق فرزند کیوں نہو جب وہ خدا کو اپنا باپ جانے گا کچھ شک نہیں کہ مصرف بیٹے کی مانند آسمانی باپ کیطرف رجوع کرے اور بہشت میں میراث حاصل کرے پس تم زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو تمہارا باپ ایک ہی جو خدا ہی۔

دوم۔ انسان کے لحاظ سے۔ تاریکی کے فرزندوں نے انسان کی قدر وہی کی جو لڑکیاں اپنے گھروندوں کی کرتی ہیں کہ کھیلا کھیلا پھر لات مار کر بگاڑ دیا ہمارے اشراف بھائی۔ (آریہ ہندو) انسان حیوان کو برابر گردانتے بلکہ بعض حالتوں میں گائے بیل سانپ کھنکھجورا خوک سے بھی بدتر قرار دیتے اور عاشقان محمد کے نزدیک آدمی عبدہٗ (غلام) سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا لیکن نوروں کے بانی یسوع مسیح نے فرمایا کہ تم بہتر ہو۔　　باقی آیندہ

راقم کیدار ناتھ
از فرخ آباد

عذر طلب

اُٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا۔ کہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اُسکا جلال تجھ پر نمود ہوگا۔

بقیہ

حق و باطل کی شناخت

کھوج کھوج کر ڈھونڈھوگے + تب جھوٹھ سچ کو جانوگے

بقیہ در ذکر یوسف

اے برادران دین محمدی قرآن میں جو یوسف اور زلیخا کے تعشق کا قصہ محمد صاحب نے لکھا ہی اس کی وجہ یہہ ہی کہ محمد صاحب خود بھی حسن پرست اور عاشق مزاج تھے چنانچہ اپنے غلام کی عورت جو خوبصورت دیکھی اُس کو اپنی زوجیت میں لے آئے تھے۔ اور علیٰ ہذالقیاس روایت٭ سے ثابت ہی کہ محمد اپنی جوان (بزرگ) بیٹی فاطمہ کو جو نہایت حسین اور مہ جبین تھی انسان کی صورت میں حور سے نامزد کرکے اپنی گود میں بٹھاکے چومتے اور سونگھتے تھے۔ حیات القلوب میں بسند معتبر حضرت صادق و ابن عباس سے روایت کرتا ہی کہ ایک روز عایشہ نزدیک حضرت کے آئی کیا دیکھتی ہی کہ محمد نے فاطمہ کو گود میں بٹھا رکھا تھا اور چومتا تھا۔ عایشہ نے کہا کہ اس بزرگ (جوان) لڑکی کو (اینقدر) اس قدر کیوں چومتا ہی اور کس سبب سے (افراط) کثرت عشق ظاہر کرتا ہی۔ محمد نے جواب میں معراج کا طول طویل بیان بتلاکر یہہ کہا کہ جب میں معراج کو گیا تو فرشتوں نے مجھے ایک چھوارا دیا اور

نوٹ٭ ہم نے ۵ جون کے پرچے میں یوسف کے ذکر کے متعلق اس آخری حصہ کو درج کرنا چھوڑ دیا تھا اس خیال سے کہ شاید راقم مضمون نے حیات القلوب کی اس روایت کے حوالے میں غلطی نکھائی ہو۔ اب ہم نے اس روایت کی نسبت تحقیق کرلی ہی جو کتاب حیات القلوب حصہ اول جلد دوم کے صفحہ ۵۱۱ میں پائی جاتی ہی اور مع اُن نتایج کے جو کہ صاحب مضمون نے نکالے درج کرتے ہیں۔　　ایڈیٹر

اس چھوارے سے نطفہ بنا اور جب زمین پر آیا خدیجہ سے نزدیکی کی اُس کو فاطمہ کا حمل ٹھہرا۔ پس فاطمہ حور ہی انسان کی صورت میں جب بہشت کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہ کو چومتا ہوں۔ یہہ جواب محمد کا حرف عایشہ اور محبان دین محمدی کے ایمان لانے کے قابل ہی کیونکہ اگرچہ محمد نے نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے جواب کو بنایا پھر بھی اہل دانش و صاحب خرد کے نزدیک محمد کا جواب ہی عایشہ کے ڈانٹنے کی غرض کو ثابت کرتا ہی۔ علاوہ بریں اگر عایشہ محمد کو ناجایز حرکات میں مصروف نہ دیکھتی تو نہ تو اُسکو ڈانٹتی اور نہ بحث ہوتی اور نہ محمد صاحب کو ایسے جواب کے گھڑنے کی ضرورت پڑتی۔ دوم۔ اینقدر۔ افراط و دختر بزرگ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہی کہ اُن حرکات میں اعتدال سے بڑھکر تعشق کی کثرت پائی جاتی ہی۔ سوم جب فاطمہ حور قرار دی گئی تو وہ اب کس کی حور سمجھی جاوے اور حور کا انسان کی صورت میں اس جہان میں کیا کام ہو سکتا ہی؟

فصل ششم در ذکر داؤد

توریت

ظاہر ہی کہ داؤد بنی اسرائیل کے بادشاہ اور نبی تھے۔

قرآن

سورہ ص رکوع ۲ آیت ۷۔ اور ہم نے تابع کئے پہاڑ اُس کے ساتھ پاکی بولتے شام کو اور صبح کو۔ اُسی رکوع میں اور اڑتے جانور جمع ہوکر سب تھے اُس کے آگے رجوع رہتے۔

حدیث

حیات القلوب میں بحوالہ حدیث صادق سے روایت

ہے کہ داؤد کشنبہ کے روز بعارضہ بخار فوت ہوئے تو تمام پرند جانوروں نے اُن کے جنازہ پر اپنے پروں کا سایہ کر لیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ اور جانور داؤد کے ساتھ پھرتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ و جانور داؤد کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور گاتے تھے اور اکثر کہتے ہیں کہ پہاڑ و جانور تو داؤد کے ساتھ نہیں بولتے تھے مگر جسوقت داؤد ذکر الٰہی کرتے تھے تو پہاڑ و جانوروں میں اللہ آواز پیدا کر دیتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ و جانوروں کو اللہ زبان اور شعور دیتا تھا اُسوقت داؤد سے باتیں کرتے تھے اور اس ذریعہ سے داؤد کو ہے اور خزانہ زمین معلوم کر لیتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ داؤد کے ہاتھمیں فولاد مثل موم کے ہو جاتا تھا اور زرہ خود بنا لیتا تھا اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ ایکروز داؤد نے بہت خوش الحانی سے زبور کو پڑھا تو ایک مینڈک نے داؤد سے کہا کہ تو سمجھتا ہے کہ میں بہت اچھی آواز سے زبور پڑھتا ہوں داؤد نے کہا کہ بے شک تو مینڈک نے کہا پھر تجھکو خدا کے یہاں سے کیا ملتا ہے دیکھ میں پانی کے اندر ہر روز ایک ہزار تسبیح پڑھتا ہوں اور فی تسبیح اللہ کے یہاں سے مجھکو تین ہزار شکریہ آتے ہیں۔ اور قصص الانبیا میں لکھا ہے کہ داؤد کے وقت میں یہود کو حکم تھا کہ جمعہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کرو مگر یہود نے نہیں مانا تو اللہ نے اُن کو بندر بنا دیا تھا اور بندروں کی نسل اُنہیں سے ہے اور صدہا مضمون لکھے ہیں +

اس مقام پر ہم محمدی صاحبان سے یہہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ منجملہ ان مضامین کے کون کون سے مضمون یہود نے توریت سے نکال ڈالے ہیں اور اُن کو کیا فائدہ تھا۔ اور پھر تمہارے امام وغیرہ کیوں قرآن کے خلاف کہتے ہیں اور جس وقت اللہ نے جملہ مخلوقات کو پیدا کیا تو کیا اُس وقت بندر پیدا نہیں کئے تھے اور یہہ بندر جو اس وقت موجود ہیں یہہ وہی یہودی ہیں جو اللہ نے داؤد کے وقت میں بندر بنائے تھے اور یہہ سزا کب تک یہہ لوگ پائیں گے کیونکہ ہنود کے عقیدہ کے بموجب جو کوئی جانور یا انسان مرجاتا ہے تو فوراً دوسرے قالب میں جاتا ہے اور ان بیچارے یہودیوں کو اللہ نے صرف داؤد کی نافرمانی کرنے سے ایسی سخت سزا دی ہے کہ جس کی باعث میں اس وقت تک مبتلا ہیں اور جو محمدی صاحب آتشبازی و رنڈی بازی وغیرہ کرتے ہیں اور پھر قرآن کو کلام اللہ سمجھتے ہیں اور اُس میں ایسا کرنے کا حکم نہیں ہے تو اُن کو اگر خدا بندر نہیں بنا سکتا ہے تو یعنے اس وجہ سے کہ پیشتر ایک قوم کو یہہ سزا دے چکا ہے تو اُن کو اونٹ ہاتھی کیوں نہ بنایا یہود نے تو صرف داؤد کی نافرمانی کی تھی یہہ تو حسب عقیدہ دین محمدی خدا کی نافرمانی کرتے ہیں +　　باقی آیندہ

بقیہ

ترجمہ ٹرائیڈ بائی فائر

نمبر (۱۰)

خدا کے نوپید بچے اور اُن کی خوراک

"اس واسطے تم سب بدی اور سب دغا اور مکروں اور ڈاہ اور ساری بدگوئیوں کو چھوڑ کے نوپید بچوں کی مانند کلام کے خالص دودھ کے مشتاق ہو تاکہ تم اُس سے بڑھتے جاؤ اگر ایسا ہو کہ تمنے مزہ حاصل کیا ہے کہ خداوند مہربان ہے"

(۱ پطرس ۲/۱-۳)

یہہ پیراگراف اس سے پہلے فقرے سے بہت علاقہ رکھتا ہے۔ اُس میں ہم نے سیکھا ہے کہ کس طرح سے ہم نئے سرے پیدا ہوئے ہیں اور نئی پیدایش کے وسیلے سے خدا کے گھرانے میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس جگہہ بھی وہی خیال قایم رکھا گیا ہے اور ہمکو الٰہی گھرانے کے بچوں کی مانند مخاطب کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہم اُس مزاج کو بڑھاویں اور اُس خوراک کی تلاش کریں جو اس مبارک اور مقدس رشتے کے مناسب ہے۔

۱۔ **ہماری حالت خدا کے چھوٹے بچوں کی مانند** "نوپید بچے" یہہ تشبیہ بہت موثر ہے۔ یہہ دنیا ایک قسم کی نرسری ہے کہ جس میں خدا کے وارث اپنی ہستی کے پہلے برس جبکہ وہ صاف طور سے بول بھی نہیں سکتے صرف کر رہے ہیں تاکہ اگلی دنیا میں خدا کی روشنی میں پوری بلوغت کی زندگی بسر کر سکیں۔ وہ جو ہمارے درمیان علم و فضل میں بہت بڑھے ہوئے ہیں بمقابلہ اُس کے کہ وہ جو کچھ ہوں گے بچے ہیں۔ سب سے دور کے نظارے عقل کی سب سے کامل باتیں اور سچائی کے سب سے عمدہ بیانات بمقابلہ اُس کے جو بلوغت کی زندگی میں جو ہمارے لئے دوسرے جہان میں رکھی ہوئی ہے ہونگے صرف بے علمی کے خیالات اور بچوں کی سی بک بک ہے +

وہی خیال پولوس رسول نے مسیحی محبت پر اپنی نادر نظم میں ظاہر کیا ہے جس میں وہ یہہ دکھلانے کی کوشش کرتا ہے کہ مسیحی برکتوں کے تمام مجموعہ میں یہہ سب سے خوبصورت برکت اپنی ذات میں ابدی ہے یہاں شگفتہ ہوتی اور موت کے جاڑے کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے آسمان کی ابدی گرمی میں پھولتی ہے اور اپنے خیال کو زیادہ واضح کرنے کے لئے وہ محبت کا علم کے ساتھ مقابلہ کر کے اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ہمارا سب سے بڑا علم ضرور بالضرور نیست ہو جاویگا کیونکہ اس زندگی میں ہم صرف بچے ہیں "جب میں لڑکا تھا تو لڑکے کی مانند بولتا تھا اور لڑکے کی مانند خیال کرتا تھا اور لڑکے کی مانند حجت کرتا تھا پر جب جوان ہوا تب میں نے لڑکائی سے ہاتھ اُٹھایا" اسی طرح سے دوسری زندگی میں جہاں ہماری وہی محبت دایم رہیگی جو ہم اس زندگی میں رکھتے تھے مگر ہم علم کو جو ناقص اور ناکامل ہے چھوڑ دیں گے کیونکہ ہم اُس وقت بچپن سے نکل کر سچ میں آدمی ہو جاوینگے ضرورت نہیں ہے کہ ہم اب اپنے تئیں اُن اعلیٰ خیالوں کے سبب سے جو ان الفاظ میں پائے جاتے ہیں فکر میں ڈالیں صرف اسی قدر جاننا کافی ہے کہ پولوس رسول اپنے تئیں ابدیت کی آنے والی بلوغت کے مقابلے میں چھوٹے بچے کی مانند سمجھتا ہے۔ یہہ لفظ ہمکو فروتنی کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں فرمانبرداری میں ہمارے اچھے سے اچھے قدم اور مضبوط سے مضبوط رفتار

بمقابلہ جلال کی کامل فرمانبرداری کے جبکہ ہم برّے کے پیچھے پیچھے چلیں گے جہاں کہیں کہ وہ جاویگا بچوں کے قدموں کی مانند ہیں جو کسی چیز کو پکڑ پکڑ کر چلنا سیکھتا ہے۔ یہاں ہمارا تمام علم صرف بچوں کی نادانی ہے اور خدا کی نسبت ہمارے تمام بیانات اور اُس کی تعریفیں محض بچوں کی پہلی تتلاہٹ کی مانند ہیں بمقابلہ اُس علم کے جو دوسری دنیا میں ہمکو حاصل ہوگا جبکہ ہم اُس کو جانیں گے جیسا کہ ہم جانے گئے ہیں اور نیز اُن تعریفوں کے جو ہم اُس کی کریں گے جبکہ وہ نیا گیت ہمکو سکھایا جاویگا" بہتر ہو کہ ہم بڑے بڑے کاموں میں اپنے تئیں نہ لگائیں اور اعلیٰ اعلیٰ خیال نہ باندھیں بلکہ اپنے تئیں بچے کی مانند جو ماں کا دودھ پیتا ہے خاموش رہیں تاکہ ہماری روحیں دودھ پیتے بچے کی مانند ہو جاویں حیران نہ ہوں اگر ہماری پرواہ نہ کی جاوے یا ہم گمنام رہیں۔ خفا نہ ہوں اگر ہماری کم عزت کی جاوے۔ مایوس نہ ہوں اگر بعید الفہم بھید کی باتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ ہماری عقل صرف اپنی ابتدائی حالت میں ہے۔ ہماری طاقتیں نشو ونما نہیں ہوئیں اور ہماری سمجھ محدود ہے۔ مغرور دل۔ تکبر کی نگاہ۔ گھمنڈ سے بڑائی اور اپنے تئیں کچھ سمجھنے کا خیال مجھ سے دور ہووے ہمارا تو بچوں کا سا تتلانا ہے" "آبّا"

یہہ لفظ ہمکو اُمید کی تعلیم دیتا ہے۔ معصوم بچے سے بڑھکر کوئی چھوٹی چیز بیکس یا والدین کی خبرداری کی اس قدر عرصہ تک محتاج نہیں ہے لیکن وہ جس نے کہ بچپن کی اس قدر درازمدت کو مقرر کر دیا ہے اُس نے اُس محبت اور صبر کو بھی پیدا کر دیا ہے کہ جس سے ماں اور باپ ننھے سے اجنبی کو جو اُن کے گھر میں آگیا ہے ویلکم کرتے اور پالتے ہیں۔ ایسا اکثر نہیں ہوتا کہ عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جاوے کہ وہ اپنے بیٹے پر ترس نہ کھاوے۔ وہ مشتاق محافظ فرشتے ایسی محبت سے جو خرچ۔ تکلیف یا خود اپنی کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے دکھ اور بیماری میں اور تردد کے دنوں میں راتوں کو جاگ کر بھی بچے کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کی ذرا سی چیخ بھی ایک ایسے آدمی کو اُس کی خدمت کے لئے مجبور کر دیتی ہے جو اپنے تمام ساتھیوں سے خوف کھاتا اور اپنے کلیں کشمکش کی طاقت اور آزادگی کے لئے مشہور ہے کیا ہو سکتا ہے کہ خدا اوروں میں وہ صفات ڈالدے کہ جو خود اُس میں بہت کم ہیں۔ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری پہلی پیدائش میں اس قدر سامان مہیا کرے اور دوسری میں کچھ بھی نہ کرے؟ کیا انسانی والدین کی وہ محبت آلہی محبت کی تمثیل نہیں ہے؟ کیا وہ ماں اور باپ دونوں نہیں ہے؟

ضرور ایسا ہونا چاہئے۔ جب سے کہ اُس نے ہمکو اپنے گھرانے میں جنم دیا ہے اُس وقت سے وہ ضرور ہماری طرف ویسی ہی محبت رکھتا ہے جیسا کہ والدین اپنے بچے کی طرف۔ اور مناسب ہے کہ ہم بھی اُس پر ویسا ہی دعویٰ رکھیں جیسا کہ بچہ اپنے والدین پر رکھتا ہے۔ جتنا زیادہ وہ بچہ بالکل بیکس نادان اور دوسرے کے آسرے پر ہے اُتنا ہی مضبوط اُس کا دعویٰ ہے۔ ان جس قدر زیادہ یہہ کمزور اور بیمار سا ہوتا ہے اُسی قدر زیادہ توجہ اور خبرگیری کا وہ دعویدار ہے یہاں تک کہ زندگی کی چنگاری جس پر محبت کرنے والے ہاتھوں نے تھوڑے سے برابر سانس نہ آنے کے سبب سایہ کیا ہوا ہے چھوٹے سے جسم میں مضبوط نہ ہو جاوے۔ کون اپنے بچے سے اس سبب سے ناراض ہوتا ہے کہ وہ کمزور بیمار اور کُند ذہن ہے؟ کون ہے جو اُن باتوں کے سبب زیادہ مہربان ہونے کی دلائل نہیں پاتا اسی سبب سے کہا جاتا ہے کہ مائیں اپنے اُن بچوں کو کہ جن کے سبب سے اُنہوں نے زیادہ تکلیف اُٹھائی ہے زیادہ پیار کرتی ہیں؟ کیا خدا کا ایسا حال نہیں ہے؟ تمہاری کمزوریاں۔ تکلیفیں جو ف اُلجھانے والے گناہ اور بری عادت کے موروثی داغ اور نظر کی کمزوری خدا کو تم سے دور نہیں لیجائیں گی بلکہ اُس کو تمہارے زیادہ نزدیک لاویں گی یہہ باتیں اُس کی دلی محبت کو تمہاری بیکس ننھی سی ہستی کے پاس کھینچ لاویں گی وہ تمہارے پاس دایہ کی طرح بیٹھے گا اور وہ تمہاری ہر ایک تبدیل کی نگہبانی کرے گا وہ بغیر اونگھنے والی توجہ کے تمہاری خبرداری کرے گا وہ تمہاری ہر ایک ضرورت کو پورا کریگا۔ وہ تم پر وہ باتیں ظاہر کریگا کہ جو دانا اور عقلمندوں سے پوشیدہ ہیں لیکن بچوں پر ظاہر کی گئی ہیں ایسے الفاظ میں کہ جن کو وہی سمجھ سکتے ہیں۔ وہ تمہیں کبھی نہ چھوڑے گا جب تک کہ تم مسیح میں بلوغت کی کامل خوبصورتی تک نہ پہنچ جاؤ۔

یہہ لفظ ہم کو یہہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ خدا کی طرف ہمارے دل کی حالت (اٹی ٹیوڈ) کیسی ہونی چاہئے۔ بچے کے سے توکل سے اپنے تئیں اُس پر ڈال دو۔ یہہ ذمہ واری اُسے دیدو کہ وہی تمہارے لئے جو کچھ چاہے پسند کرے۔ تمہاری ہدایت کرے تمہاری حفاظت کرے اور تمہیں رہائی دیوے۔ اگر تم اُس کی مرضی کو سمجھ نہیں سکتے اُس سے مانگو کہ وہ اُسے تم پر کھولدے اگر تم اپنی محبت کو جیسا کہ چاہئے اُس کی طرف محسوس نہیں کر سکتے تو یقین کرو کہ اُس کی محبت تمہاری طرف ویسی ہی بے تبدیل ہے جیسا کہ باپ کی ہوتی ہے۔ اگر تم گناہ سے مغلوب ہو جاؤ تو یقین کرو کہ اس سے اُس کی محبت جاتی نہ رہیگی جیسا کہ چیچک جس نے کسی پیارے ننھے سے چہرے کو بگاڑ دیا ہے ماں کو چھوٹے چھوٹے جلے ہوئے لبوں کے چومنے سے روک نہیں سکتی ہے۔ اے مضبوط مرد اور عورتو کبھی اس قدر مضبوط نہ ہو جاؤ کہ یہہ یاد کرنا چھوڑ دو کہ تم خدا کے بچے ہو اور کہ تم بچے کی اس تشبیہہ کو پورے طور پر عمل میں لا سکو۔ اُس کے بیان کو سنو" میں نے بچوں کو پالا اور پرورش کیا" باقی آیندہ

مسیح کا نمونہ دکھ اُٹھانے میں*

(۱)

کام زندگی کا صرف آدھا حصّہ ہے۔ اُس کا دوسرا حصہ دکھ ہے۔ گو حیات انسانی کا ایک نصف تو کام کی دھوپ

نوٹ * یہہ مضمون پادری شاکر صاحب کی نادر کتاب (اماگو کرسٹی) Imago Christi کا دسواں باب ہے۔ چند مہینے

سے منور ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے پر شب مصیبت کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ البتہ یہہ تو نہیں کہ انسانی زندگی میں بھی یہہ حالتیں یکے بعد دیگرے اُسی تواتر کے ساتھ آتی ہیں۔ جیسے کہ زمین گھومتے ہوئے تاریکی سے روشنی میں اور پھر روشنی سے تاریکی میں چلی جاتی ہے۔ جس نسبت سے یہہ دونوں عناصر مختلف اشخاص کے نصیب میں آئے ہیں اُس سے بڑھکر اور کوئی چیز رازِ سربستہ نہیں۔ بعض تو قریبًا ساری عمر کامیابی اور عیش و راحت میں خرچ کرتے ہیں اور بیماری مفارقت اور ناکامی کے نام سے بھی واقف نہیں۔ اور بعض ایسے ہیں۔ جن کو گویا دکھ و مصیبت نے اپنا ہی بنا رکھا ہے۔ زندگی بھر وہ "آشنائے رنج" رہتے ہیں۔ ماتمی لباس بمشکل اُن کے جسم سے علیحدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ موت وقتًا فوقتًا آکر اُن کا دروازہ کھٹکھٹاتی اور اُن کے عزیزوں کو لے جاتی ہے۔ اُنکی اپنی صحت بھی نازک حالت میں ہے۔ اور خواہ کیسی ہی اعلےٰ اور بلند مہمات کے خیالات اُن کے دلوں میں پیدا کیوں نہ ہوں۔ جونہی دل کا جوش ٹھنڈا ہوتا ہے وہ جان لیتے ہیں کہ ان اُلوالعزمیوں کو پورا کرنے کے لئے اُن کے جسم میں طاقت نہیں +

اگر تم خوش نصیب ہو اور کبھی ایک دن بھی تمہیں بیمار ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اور اپنے کام میں خوش ہو کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ وہ دن بدن بڑھتا اور سرسبز ہوتا جاتا ہے۔ تو جاؤ اور ایک مہلک مرض کے مریض کے سرہانے کھڑے ہو۔ وہاں تم معلوم کرو گے کہ ایک دماغ جو تم سے زیادہ قابلیتیں رکھتا اور ایک دل جو تمہاری طرح محبت کرنے اور زندگی کا لطف اُٹھانے کے لایق ہے پڑا ہے۔ لیکن ایک پوشیدہ زنجیر نے اُس کے اعضا کو باندھ رکھا ہے۔ اور اگرچہ یہہ تلخ زندگی دس یا بیس سال تک قایم بھی رہی۔ تو بھی یہہ صورت اپنی طاقت سے اپنے بستر پر سے کبھی نہیں اُٹھیگی۔ اب بتاؤ تمہارا فلسفہ اس قسم کے نظارے سے کیا نتیجہ نکالتا ہے؟ لیکن یہہ دکھ مصیبت اُس سب کی جو ہزارہا صورتوں میں ہر روز واقع ہو رہے ہیں صرف ایک قسم کی مثال ہے۔ فرزندانِ غم بے شمار ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ کس وقت اُس کے کام کی زندگی مصیبت کی زندگی میں بدل جاویگی۔ اور کس وقت اس نیلے گنبد سے بجلی گر کر سب کچھ تبدیل کر دیگی۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بادل جو آدمی کے ہاتھ سے بڑا نہ ہو رفتہ رفتہ ایسا بڑا ہو جائے کہ آسمان کو ایک طرف سے دوسری طرف تک گھٹا ٹوپ تاریکی کا لباس پہنا دے۔ اور اگر کوئی ایسا خوفناک وبال نہیں بھی پڑے تو بھی زمانہ ہر ایک کے لئے جدا جدا مصیبتوں کا حصہ اپنے ساتھ لاتا ہے۔

گلہ بان خواہ کتنی ہی گلے کی رکھوال کرے
کب ہے ممکن کوئی ترہ اُس میں مردہ نہ ملے؟
ساری دنیا میں کوئی محفوظ گھر ایسا نہیں
جس کے کنبے میں کسی پیارے کی خالی جا نہیں

اس لئے دکھ مصیبت زندگی میں کوئی ایسی ایسی بات نہیں جس سے قطع نظر کر سکیں۔ اگر ہمکو ایسے شخص کی حاجت ہے جو ہمیں یہہ دکھائے کہ کام کس طرح کرنا چاہئے۔ تو ہم ایسے شخص کے بھی کچھ کم محتاج نہیں جو ہمیں سکھائے کہ دکھ کس طرح اُٹھانا چاہئے۔ اور یہاں بھی ابن آدم ہماری مدد کو پہنچتا ہے۔ اگرچہ وہ بڑا کام لینے والا ہے۔ اور ہر ایک نوجوان اور چست و چالاک آدمی کو جرات کرنے اور زور مارنے کے لئے بلاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ مصیبت زدہ کا دوست بھی ہے۔ اُس کے گرد اگرد کمزور مصیبت زدہ اور ستم رسیدہ لوگ جمع ہیں۔ جب اُس نے صلیب پر سے پکار کر کہا کہ "پورا ہوا" تو ان الفاظ میں نہ صرف اُس زندگی کے کام کی طرف اشارہ تھا جو کامیابی کے ساتھ سرانجام کو پہنچا۔ بلکہ مصیبت کے پیالے کی طرف بھی جس کے آخری قطرے تک کو وہ نوش کر گیا +

۲

(۱) یسوع نے وہ سب تکلیفیں اُٹھائیں جو انسان پر عمومًا پڑا کرتی ہیں۔ وہ اصطبل میں پیدا ہوا اور چرنی میں رکھا گیا۔ اور اس طرح گویا اپنی زندگی کے شروع ہوتے ہی مصیبت کی تاریکیات میں داخل ہوا۔ ہم اُس معاشرتی حالت سے جس میں اُس نے پرورش پائی کم واقف ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ مریم کے گھر میں اُس کو بہت کچھ محتاجی اور بدبختی سے واسطہ پڑا یا نہیں۔ مگر اُس کے بعد کی حالت میں ہم خود اُس کے منہہ سے یہہ الفاظ سنتے ہیں کہ "لومڑیوں کے لئے ماندیں ہیں اور پرندوں کے لئے بسیرے۔ مگر ابن آدم کے لئے اتنی جگہہ نہیں جہاں اپنا سر دھرے"۔ بنی آدم میں کم ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایسی بری اور ادنی حالت کو پہنچ جائے۔ کہ حیوانوں کی ماندوں اور جانوروں کے گھونسلوں پر رشک کرنے لگے۔ یہہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ انسانی زندگی کا آخری وقت جب وہ مکان جس میں روح کو جگہہ ملے ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ کم و بیش دکھ و مصیبت سے گھرا ہوتا ہے۔ مگر جسمانی تکلیف جو یسوع نے آخری دم اُٹھائی نہایت ہی سخت قسم کی تھی۔ یاد کرو کہ کس طرح گتسمنی کے باغ میں اُسکے خون کا پسینہ بہ نکلا۔ کس طرح بیرحم سپاہیوں نے اُسکو ستون سے باندھ کر زور زور سے کوڑے مارے۔ اُس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا۔ اور اُس نے صلیب کی ناقابل بیان موت اور درد برداشت کی۔ ہم دعوے سے گو نہ کہہ سکیں کہ کبھی کسی شخص نے اس قدر جسمانی دکھ نہیں اُٹھایا جیسا اُس نے۔ تو بھی ایسا خیال کم سے کم ظن غالب کا رتبہ تو رکھتا ہے۔ کیونکہ اُس کے جسم کی صحیح و تندرست حالت کے سبب اغلبًا اُس نے اوروں کی نسبت درد کو زیادہ محسوس کیا ہوگا +

بقیہ نوٹ:- ہونے کہ ہمنے اسی کتاب کا ایک باب مضمون "مسیح کا نمونہ زندگی کے مطالعہ کرنے میں" شایع کیا تھا۔ اس نادر کتاب کا اُردو ترجمہ عنقریب پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور کی طرف سے شایع ہونیوالا ہے۔ کل کتاب میں ۲۰ باب ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اس کتاب کو ضرور منگا کر مطالعہ کریں گے۔ قیمت قریب ۸ر کے ہوگی۔ سارے باب الگ الگ بھی مل سکتے ہیں۔

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری کے نام آنی چاہئیں

(ایڈیٹر)

(۲) آنے والی مصیبت کا خیال کر کے بھی اُس کو نہایت تکلیف ہوئی جب کوئی بڑا غم یا درد اچانک آ پڑتا ہے تو بعض اوقات اُس سے ایک قسم کی حیرت پیدا ہو جاتی ہے جو سکن دوائی کا کام دیتی ہے اور پیشتر اس کے کہ آدمی اُس کو پورے طور پر محسوس کرے وہ درد گذر جاتا ہے۔ لیکن یہہ علم کہ آدمی ایک ایسے مرض میں مبتلا ہے جو شاید چھ ماہ تک پیشتر اس کے کہ کام تمام ہو نہایت سخت جان کن تکلیف دیگا۔ دل میں ایسا خوف و دہشت پیدا کر دیتا ہے جو اصل تکلیف سے بھی جو واقع ہوتی ہے بڑا ہوتا ہے یسوع اپنی تکلیفوں کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور اُس نے اپنے شاگردوں کو اس امر کی خبر دی تھی اور یہہ باتیں ماہ بماہ زیادہ صریح اور صاف ہوتی گئیں۔ گویا کہ وہ اُس کی قوت واہمہ پر دن بدن زیادہ قبضہ پاتی جاتی تھیں۔ یہہ دہشت گتسمنی میں اپنی اعلی حالت کو پہنچی۔ کیونکہ آنے والی تکلیفوں کے خوف نے اُس کے دل میں ایسی حیرت اور پریشانی پیدا کر دی کہ پسینا بڑے خون کے قطروں کی مانند اُس کے چہرے سے گرنے لگا +

(۳) اُس نے اس خیال سے بھی دُکھ اُٹھایا کہ وہ اوروں کے دُکھ کا باعث ہے۔ نا خود غرض طبیعت والے آدمیوں کو سب سے بڑی چوٹ جو اُن کی اپنی کمزوری یا بدبختی سے لگتی ہے۔ بعض اوقات یہہ دیکھ کر لگتی ہے کہ وہ جن کو وہ خوش و خرم حالت میں دیکھنا چاہتے ہیں اُن کے ساتھ تعلق رکھنے کے سبب بدبختی و مصیبت میں پڑ گئے۔ یسوع کو بچپن میں بیت لحم کے بچوں کی کہانی سُنکر جنکو ہیرودیس نے اُس کی جستجو میں قتل کر دیا کسقدر صدمہ ہوا ہوگا۔ یا اگر اُس کی ماں نے یہہ بات اُسے نہ بھی بتائی ہو تو بھی کم سے کم اُس کو یہہ تو معلوم ہوگا کہ کس طرح اُسے اُس کی ماں کو یوسف کے ساتھ ہیرودیس کے ڈر سے مصر کو بھاگنا پڑا۔ جوں جوں اُس کی زندگی خاتمے کے قریب پہنچی یہہ خیال کہ اُس کے ساتھ تعلق رکھنے کے سبب اُسکے شاگردوں کی جان پر بن آئیگی زیادہ زیادہ اُس کے زیر نظر رہتا تھا۔ جب وہ گرفتار ہوا تو اُس نے بارھوں کو کسی مصیبت سے بچانے کے لئے پکڑنے والوں سے التجا کی کہ "ان کو جانے دو"۔ لیکن یہہ بھی اُس نے صاف طور پر دیکھ لیا کہ دنیا جس نے اُس سے دشمنی کی اُن سے بھی دشمنی کرے گی۔ جیسا کہ اُس نے خود کہا "وہ گھڑی آتی ہے کہ جو کوئی تمکو قتل کرے گمان کرے گا کہ میں خدا کی بندگی بجا لاتا ہوں"۔ اُس نے تلوار کو اپنی ماں کے دل سے بھی پار ہوتے دیکھا۔ جبکہ مریم نے اُس کو ایسی بے عزتی کی موت مرتے دیکھا۔ جو اُس زمانے میں آجکل کی پھانسی کی موت سے بھی زیادہ بُری سمجھی جاتی تھی +

(۴) اُس کی مصیبت کے پیالے میں شرم کا جزو اور سب اجزا سے زیادہ ملا ہوا تھا۔ ایک اثر پذیر دل کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز ناقابل برداشت نہیں۔ اُس کا برداشت کرنا جسمانی تکلیف سے کہیں مشکل تر ہے۔ لیکن اس مصیبت نے یسوع پر قریباً ہر ایک صورت میں حملہ کیا اور اُس کی زندگی بھر اُس کے پیچھے لگی رہی۔ اُس کی غربت و افلاس کے لئے اُسپر طعنے مارے جاتے تھے۔ شریف النسل کاہن اور تعلیم یافتہ ربی نجار زادے پر ناک بھوں چڑھاتے تھے کہ اُس نے کبھی تعلیم نہیں پائی۔ اور دولتمند فریسی اُس کی ہنسی اڑاتے تھے اُس کو بار بار دیوانہ کہکر پکارا گیا۔ ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پلاطوس نے بھی اُس کو ایسا ہی سمجھا۔ اور جب وہ ہیرودیس کے سامنے حاضر ہوا تو اُس خوش طبع بادشاہ اور اُس کی فوج کے لوگوں نے بھی اُس کو "ناچیز جانا"۔ رومی سپاہی اُس کی تحقیقات اور صلیب کے اثنا میں برابر اُس کے ساتھ وحشیانہ چھیڑ چھاڑ کرتے رہے۔ اور اُس کے ساتھ اُسی طرح سلوک کیا جیسے لڑکے خبطی آدمی کو ستاتے ہیں۔ اُنہوں نے اُس کے منہہ پر تھوکا۔ اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اور پھر اُس کے منہہ پر تھپیڑ مار کے کہتے تھے کہ "نبوت سے بتا کس نے تجھے مارا"۔ اُنہوں نے اُسے نقلی بادشاہ بنایا۔ کسی سپاہی کا پُرانا کوٹ لباس شاہانہ کی جگہہ اُس کو پہنا دیا۔ عصائے شاہی کی جگہہ نرکٹ اور تاج کی جگہہ کانٹے اُس کے سر پر رکھے اُس کے اُنچی دل کو یہہ بے عزتی چپ چاپ اُٹھانی پڑی۔ اُس نے یہہ بھی سنا کہ اُس کے ہموطنوں نے برابا س کو اُس پر ترجیح دی ہے۔ اور وہ چوروں کے درمیان صلیب پر کھینچا گیا۔ گویا کہ وہ بدکار سے بدکار تھا۔ اُس کے آخری وقت میں بھی طعن و تشنیع کی بوچھاڑ اُس پر پڑتی رہی۔ آتے جاتے اُس پر منہہ چڑاتے اور اُس کے حق میں بُری بُری باتیں کہتے تھے۔ بلکہ چوروں نے بھی جو اُس کے ساتھ مصلوب ہوئے۔ اُس کی تحقیر کی۔ اس طرح سے اُس شخص نے جو اپنے باطن کی لامحدود طاقت سے آگاہ تھا کمزور سے کمزور کی طرح برتاؤ کئے جانے کے لئے اپنے کو حوالہ کیا اور اُس نے جو تعالی جلشانہ کی حکمت تھا اپنے کو سونپا کہ اُس کے ساتھ ایک نہایت رذیل آدمی سے بھی بدتر سلوک کیا جائے +

(۵) لیکن یسوع کے واسطے یہہ امر اور بھی زیادہ دردناک تھا کہ "خدا کا قدوس" ہو کر سب سے بڑے گنہگار کی طرح اُس کے ساتھ سلوک ہو۔ اُس شخص کے لئے جو خدا اور نیکی کو پیار کرتا ہے اِس سے بڑھ کر کوئی نفرت انگیز بات نہیں کہ لوگ اُس کو ریاکار خیال کریں۔ اور اُس پر ایسے جرایم کا الزام لگائیں جو اُس کے عام اقرار کے بالکل برعکس ہوں۔ لیکن یہی بات تھی جس کا یسوع پر الزام لگایا گیا۔ لوگ اُس کی بابت خیال کرتے تھے کہ وہ بُری روحوں سے میل رکھتا اور دیووں کے سردار بعلزبول کی مدد سے دیووں کو نکالتا ہے۔ وہ جس کے لئے خدا کا نام لنڈھائے ہوئے عطر کی مانند تھا کفر گو اور سبت شکن کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اُس کی اچھی باتوں کے بھی اُلٹے معنے کئے جاتے تھے۔ اور کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھنے کے لئے ایسی جگہوں میں جانے کے سبب جہاں وہ مل سکتے تھے اُس کو پیٹو اور شراب خوار محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا دوست کہلانا پڑتا تھا۔ اُس کی مسیحیت کے دعوے کی نسبت عموماً لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ کوئی بدچلن اور دھوکہ باز آدمی ہے بلکہ دینی اور دنیاوی حاکموں نے بھی بر سر عدالت یہی فیصلہ دیا۔ آخر کار خود اُس کے شاگرد بھی اُس کو چھوڑ گئے۔ ایک نے اُس کو پکڑوا دیا۔ اور سب سے بڑے نے لعنت کی اور قسم کھائی کہ وہ اُسے نہیں جانتا۔ غالباً ایک بھی انسان نہیں تھا جو اُس کی موت کے وقت یہہ یقین



واقعات اور رایئں

شملہ

ناظرین اخبار نور افشاں کو واضح ہو کہ امسال اپریل کے شروع سے پنجاب ریلیجس بک سوسائیٹی کے تعلق ایک شاخ کوہ شملہ پر بھی کھولی گئی ہو۔ اُمید قوی ہو۔ کہ اس کے کھولنے سے یہاں کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچیگا۔ اور بہتوں کو روحانی فائدہ بھی پہنچیگا۔ خداوند اس شاخ کو ہمیشہ برقرار رکھے۔

پادری جے۔ ایچ۔ بیٹنس صاحب ۱۰ ماہ کے لئے ولایت گئے ہوئے ہیں اور اُن کی جگہہ پادری سی۔ جورڈن صاحب کلکتہ سے شملہ پر آئے ہوئے ہیں چرچ مشن شملہ کی کلیسیا کے لئے۔ نگہبان پادری وائٹ بریخنٹ صاحب بہادر مقرر ہو کر آئے ہوئے ہیں۔ اور یہی صاحب نے عہدنامے کی تصحیح کریں گے۔ ۵ تاریخ ماہ حال کو جرچی صاحب نے جو کلکتہ کے جج ہیں شملہ ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن میں نہایت عمدہ طور سے ایک لکچر دیا۔ پختہ خبر ہو کہ شملہ کی کلیسیا نے مظلوم آرمینیوں کے لئے چندہ جمع کیا ہو۔ اور کر رہے ہیں۔ اور شاید بیس جون تک پادری اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب بہادر کی خدمت میں بھیجا جاویگا۔ از نامہ نگار شملہ

انجمن پرہیزگاری متعلقہ کلیسیائے انگلستان

ناظرین کو واضح ہو کہ ڈسٹرکٹ چرچ کونسل پنجاب کا منشا ہو کہ مسیحیوں کے متعلق ایک انجمن پرہیزگاری قایم کیجاوے۔ اس انجمن کے قایم کرنے کا منشا یہہ ہو کہ مسیحی کلیسیا سے ہر ایک منشی شئی دفع کی جاوے۔

اس انجمن کو قایم کرنے اور اُسے چلانے کے واسطے ہر ایک سٹیشن میں (جہاں مسیحی ہیں) ایک لوکل سکرٹری کی ضرورت ہو۔

بعض اصحاب کے پاس بذریعہ ڈاک سکرٹری کے قیام کرنے کے واسطے درخواست بھیجی جاتی ہیں۔ لیکن جن کے پاس نہیں روانہ کی گئیں وہ یا کوئی اور صاحب جو اس انجمن کے ممبر بننا چاہتے ہیں۔ یا اپنے اپنے سٹیشنوں میں اس انجمن کو قایم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کریں۔

وارث الدین جنرل سکرٹری۔ انجمن پرہیزگاری جنڈیالہ

سردار سر عطر سنگہ صاحب کی وفات

ہم بڑے افسوس سے لکھتے ہیں کہ ۱۰ ماہ حال کو سردار سر عطر سنگہ صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سردار بہادر نے وفات پائی۔ سردار صاحب ہردوار گئے ہوئے تھے اور وہاں ہی رحلت کر گئے۔ خاندان بھلکیاں میں ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ بنارس میں علم سنسکرت میں تعلیم پائی۔ گورمکھی اور ہندی لٹریچر کے مانے ہوئے فاضل تھے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں سرکار انگلشیہ کی خیرخواہی کے باعث گورنمنٹ سے اعزاز حاصل کئے خالصہ کالج کے قایم کرنے میں بڑی مدد پہنچائی ۱۸۹۴ء میں لنڈن کی رایل ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔ خالصہ کالج کو انکی موت سے سخت نقصان پہنچا ہو۔

ہندوستان میں ماہران آرٹس کی ضرورت

ایک ضروری تجویز:۔

آجکل ہر ایک رائے زن کہہ رہا ہو کہ ہمارا ملک تباہ و برباد ہوتا ہو مفلس ہو رہا ہو بعض تو اپنا مضمون ان ہی الفاظ میں ختم کرتے ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ تجارت کرو کارخانے اور فیکٹریاں قایم کرو وغیرہ۔ یہہ تمام صاحب دل سے اہل ہند کے معاون ہیں۔ مگر چونکہ وہ لوگ اوسط درجے کے ہیں۔ اس قدر ہمت نہیں کہ خود کارخانے قایم کریں۔ یا ولایت جا کر علم گنوا کر گرہ سے خرچ کر کے کسی کارخانہ میں اگر مشین بنانی نہیں تو کم از کم چلانی یا مرمت کرنی سیکھیں یا انجنیری پاس کر کے پھر ملک میں واپس آ کر ملک کو سکھاویں۔ اور جن کی طاقت ہو کہ ولایت جاویں یا کہ کارخانے جاری کریں۔ ان لوگوں کو تو اس قسم کے خیالات چھوتے بھی نہیں۔ اگر وہ ولایت جاتے ہیں تو چند روزہ آنند بھوگنے کو یا ملک کا روپیہ ولایتی باورچیوں یا ناچ تماشے والوں کے حوالے کرنے کو۔ زیادہ سے زیادہ ہنر امیر ہندوستانی جو آجکل عموماً وہاں سیکھ رہے ہیں وہ یہہ ہیں۔ انگریزی اشیاء کی قدر کرنا۔ انگریزی فیشن اختیار کرنا۔ کئی عظیم نقصانات کے علاوہ مندرجہ بالا اقسام کی ولایتی تعلیم فضول خرچ تو ضرور بنیتی ہو۔ اگر ناظرین غور سے توجہہ فرماویں تو یہہ صاف ظاہر ہوگا کہ اگر دیسی لوگ ولایت نہ جاویں تو اتنا فائدہ اہل ہند کو ضرور ہوگا کہ قریب ۱۵ ہزار روپیہ فی بیرسٹر کے پیچھے ولایت کو نہ جاویگا ولایت کی تعلیم کی ضرورت کو ہر ایک سمجھتا ہو لیکن کس امر کی تعلیم ہند کے لئے سب سے مفید ہو یہہ ابھی عوام نے نہیں سمجھا۔ اس خیال سے ہماری رائے ہو کہ ہر ایک ضلع میں خیرخواہان ہند ایک ایک کمیٹی بناویں جس میں ہر ایک ضلع و تحصیل کے اصحاب ممبر مقرر کئے جاویں۔ ان ممبران سے جنرل کمیٹی کا انتخاب کیا جاوے اور جنرل کمیٹی کے اختیار میں ہووے کہ ہر ایک ممبر کو کس قدر چندہ سالانہ لگایا جاوے۔ یہہ جنرل کمیٹی ہی نوجوان طلبہ کو ملک سے منتخب کرے جو خود ممالک غیر میں آرٹ سیکھنے کو جانا چاہیں یا جن کے والدین منظور کریں۔ اور ان کا خرچ جنرل کمیٹی اُس سرمایہ سے ادا کرے۔ اور اس خرچ کے عوض میں جانے والے طلبا سے شرائط قبول کرائی جاویں کہ وہ اتنا عرصہ جنرل کمیٹی کو مفت خدمات دیویگا۔ یا تا دوام اپنی آمدنی کا اسقدر حصہ ادا کرتا رہیگا۔ اس طرح بہت ہی قلیل عرصہ میں تمام ہندوستان لایق انجنیروں اور کاریگروں سے پر ہو جاوے گا علاوہ جب مختلف ممالک سے طلبا تعلیم حاصل کر کے واپس آویں تو وہ جنرل کمیٹی کے ماتحت

کارخانجات جاری کریں۔ (بجائے اُس کے کہ وہ ملازمت اختیار کریں) اور کارخانجات میں یہاں کے سکولوں سے نکلنے ہوئے طلبا کو کام سکھلایا جاوے۔ تاکہ طلبا بیکاری سے چھوٹ کر آرٹ یا تجارت کی طرف لگیں۔ اس طریق سے کمیٹیاں جو کہ وہ نہ فقط ملک کا ہی فائدہ کرینگی بلکہ خود بھی منافع حاصل کرینگی اور کچھ عرصہ بعد اپنا تمام سرمایہ منافع کی صورت سے نکال لینگی۔ بلاشک تجویز نہایت عمدہ ہے اور ہر طرح مفید ہے لیکن اس کے آغاز کے لئے ضرور کسی صاحب دولت عقلمند اور صاحب حوصلہ کی ضرورت ہے۔ یہہ تجویز ایسی صاف اور صریح فائدہ مند ہو کہ کوئی صاحب دولت اکیلے بھی اسپر عملدرامد کرنے سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

رائے تو بہت اچھی ہے مگر ایسی کمیٹیاں کہاں سے ملیں۔ اس کے ممبر کون بنیں گے۔ اہل ہند کا آپس کا تکرار مدار کب ایسی کمیٹیاں قایم کرنے دیتا ہے۔ جس قدر کمیٹیاں قایم ہیں اُن کا ہی حال دیکھ لیجئے۔ دور کیوں جاتے ہو لوکل بورڈ میونسپل بورڈ کا تو ذرا ملاحظہ کیجئے۔ کہاں رفاہ عام کا خیال خودغرضی کے کام ہوتے ہیں۔ ہم کہہ دیتے ہیں جب تک ہندوستان مسیحی مذہب کو قبول نہ کرے گا اتفاق کا ایسا ہی ستیاناس ہے کہ جیسا آج روز روشن کی طرح نظر آرہا ہے۔ عام

تحصیلدار صاحب کا چپراسی

تحصیلدار صاحب دورے پر ہمیشہ بارہ مہینے رہتے ہیں۔ اور ہمراہ اپنے تمام عمونا کنبہ اور مال مویشی سب کچھ رکھتے ہیں اور غریب زمینداروں اور نمبرداروں کا ستیاناس کرتے ہیں۔ ان تمام کے علاوہ تحصیلدار صاحب کے ساتھ ایک چپراسی دورہ پر ہمیشہ رہتا ہے۔ یہہ صاحب تحصیلدار صاحب سے بھی بڑھ چڑھ کر غریبوں پر حکومت کرتے ہیں۔ چپراسی صاحب کا کلیہ قاعدہ ہے کہ جس گانوں میں تشریف لے جاتے ہیں تو لوگوں کے سانس اُس کو دیکھ کر ہی سوکھ جاتے ہیں یا کہتے ہیں کہ آئی شامت پڑھے یا آجڑ پڑے۔ پھر جب یہہ پہنچتے ہیں تو آرڈر کرتے ہیں کہ کہاں ہے نمبردار؟ جب نمبردار بیچارا شامت کا مارا حاضر ہوتا ہے تو کہتے ہیں دگر جو کہتے ہیں بالکل جھوٹ اور واہیات گپ ہوتی ہے) کہ ”او نمبردار ہم نے تمہاری طلبی کے واسطے دو تین پروانے بھیجے ہیں تو تحصیل پر حاضر کیوں نہیں ہوا“؟ نمبردار جواب دیتا ہے ”مہاراج ہمکو کوئی پروانہ نہیں ملا اگر آتا تو فوراً حاضر ہو جاتے ہماری کیا مجال تھی جو عذر کرتے“ اتنے میں چپراسی صاحب جس کو کوئی حق کسی زمیندار کو خود بخود سزا دینے کا نہیں ہے۔ ایسا مارتے ہیں کہ بیچارا ادھ موا سا ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں حکم کرتے ہیں کہ ”جاؤ ہمارے واسطے رسد لاؤ۔ کیونکہ تحصیلدار صاحب بھی آج یہیں مقام کرینگے اور نیز رسد میں یہہ سامان ہوں۔ ڈیڑھ من پکا آٹا۔ ۴ سیر پختہ گھی۔ ۳ سیر پختہ شکری۔ دو من پختہ بھوسہ۔ ۱۵ سیر پختہ دودھ۔ ۲۰ سیر پختہ لکڑی۔ دو سیر گوشت۔ بوتل شراب کیونکہ تحصیلدار صاحب کو بغیر اس کے روٹی ہضم نہیں ہوتی۔ اور اگر اس میں تو کچھ عذر کرے گا تو چل جیلخانہ کو حاضر کیوں نہیں ہوا“ آخر کو غریب نمبردار بیچارا تنگدستی سے کسی ساہوکار کے پاس جا کر عہ یا عہ روپیہ قرض لیکر ان کی رسد پوری کرتا ہے حالانکہ کوئی حکم سرکاری نہیں ہے۔ عام

بارسلونا (سپین) کی بغاوت

آجکل جنگ وجدل کا بازار بے طرح گرم ہو رہا ہے آرمینیا سے خرابی کی خبریں آنے میں کچھ کمی ہوئی تھی تو اس کی جگہہ کریٹ میں فساد کا شور وشر مچگیا۔ متابلی میں سرحدوں میں وغیرہ کے جانے سے ذرا امن ہوا تھا کہ مصری فوج نے سوڈان میں فتح پر فتح حاصل کر کے محشر بپا کر دیا ہے۔ اُدھر ٹرنسوال میں اب گذشتہ حادثہ کو بھول جانے کی کوشش ہو رہی ہے تو ادھر اُدھر ٹرنسوال کے ہمسایہ میں (جرمنی کی رعایا کی) فساد کی سوجھی۔ بحر اوقیانوس کے پار کیوبا میں خلل کم ہوا تھا کہ خود سپین ہی میں برپا ہوگیا۔ بارسلونا میں حالت محاصرہ کا اشتہار جاری کیا گیا ہے۔ بارسلونا سپین (ہسپانیہ) کے مشرقی کنارے پر بحیرہ روم میں ایک مشہور بندرگاہ ہے اور سپین کے بڑے شہروں میں سے ہے۔ یہاں مذہبی تیوہار کارپس کرسٹی پر کل یہہ خبر آئی تھی کہ میلہ کے جلوس میں کسی مفسد نے بمب کا گولا پھینکدیا جس کے اُڑنے سے بلاشبہ بھیڑ میں سے بہت اشخاص کو نقصان پہنچا ہوگا۔ لیکن آج یہہ خبر ۹ جون لنڈن کی نہایت تعجب خیز ہے کہ گورنمنٹ سپین نے اتنی بات پر شہر کا محاصرہ کر لیا اور دشمن کے ملک کی طرح اس کے گرد جنگی جہاز جمع کر دیئے۔ تعجب کرنا بیجا ہے کہ کجا مذہبی میلہ پر ایک گولہ چھوٹنا اور کجا کل شہر کا محاصرہ کر دینا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سپین کی اپنی رعایا بھی موجودہ گورنمنٹ سے خوش نہیں ہے اور کیا معلوم اس ذرے سے آغاز کا نتیجہ کیسا عظیم ہو۔ عام

انگلینڈ و رشیا کا مقابلہ

بعض اہل ہند سمجھتے ہیں کہ اگر روس ہندوستان پر قابض ہو جاوے تو اس کی حالت موجودہ حالت سے عمدہ اور اطمینان بخش ہوگی لیکن خدانخواستہ اگر یہہ وقوع میں بھی آجاوے۔ تو ہندوستان کا اس قدر نقصان ہوگا کہ ان گذشتہ صدیوں میں جو کچھ علم و فضایل اُس نے حاصل کئے ہیں کھو بیٹھے گا۔ اس شجرہ سے پتہ لگ سکتا ہے کہ روسی سلطنت کا بالمقابل انگریزی سلطنت کے کیا حال ہے۔

	انگریزی عملداری	روسی عملداری
رقبہ مربعہ میل۔	۸۷۶۰۴۹۹	۸۶۴۴۱۰۰
آبادی۔	۲۷۷۸۰۹۲۴۶	۱۱۳۳۵۲۶۵۰
محاصل۔ پونڈ میں	۲۳۸۷۴۴۱۹۷	۹۰۰۰۰۰۰۰
قرضہ۔ پونڈ میں	۱۱۹۳۹۱۵۰۰۰	۵۶۳۱۱۱۷۵۰
آمدنی تجارت۔	۱۱۷۴۲۵۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰۰۰

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

مصری فوج نے مقام سوارده پر بھی قبضہ کر لیا ہے درویش کیمپ پر قبضہ ہو گیا +

درویش فوجوں کا پھر بھاری نقصان ہوا مصری پیادہ بھی آپہنچے +

مقام سوارده پر قبضہ ہو جانے سے رود نیل کا تمام بالائی حصہ تحت میں آگیا +

بارسیلونا (سپین) میں رعایا فساد پر تلی ہے گورنمنٹ نے سختی پر کمر باندھی ہے +

وہاں سرکاری اشتہار جاری ہوا کہ بندرگاہ کا محاصرہ کیا گیا ہے +

کاشغر سے خبر آئی ہے کہ قحط سالی ہے رعایا پریشان ہے روس کے لیے بغاوت پر آمادہ ہے +

عثمان دغنا کے پاس کہتے ہیں صرف ۴۰۰۰ ہزار فوج درویشان ہے اور سامان و چارہ ناکافی +

سوا کم کی شکست سے درویشوں کا شمال کی طرف بڑھنا رک گیا ہے +

جو شکستیں درویشوں نے پائی ہیں اُن سے وہ بجائے بڑھنے کے ایک جگہہ جمع ہو رہے ہیں +

سوارده کی فتح میں بھی مصری فوج کے ہاتھ بہت سامان آیا۔ روپیہ اور جانور بھی +

بارسیلونا میں گذشتہ فساد سے تمام ملک سپین میں جوش پھیلگیا ہے +

۴۰۔ انارکسٹ یکدم پکڑے گئے ہیں اور پولیس ابھی گرفتاری میں سرگرم ہے +

سپین کی اعلیٰ کمیٹی ان فسادوں کے روکنے کے لیے ایک خاص بل کا مسودہ تیار کر رہی ہے +

سلطنت برٹش کی ایک تجارتی کانگریس نے انٹرنیشنل جھگڑوں کو پنچایتی فیصلہ سے نپٹانے کی تائید کی +

نیویارک سے تار خبر آئی کہ اضلاع متحدہ امریکہ میں اب کے کپاس کی فصل میں کمال کامیابی ہے +

۹۷ ½ سیکڑہ پیدائش کی امید ہے۔ ۱۵۔ برس گذشتہ تک کبھی اتنی ترقی نہ ہوئی +

سال گذشتہ سے ½ ۱۲ فی صدی زمین بھی زیادہ بوئی گئی تھی۔ کپاس سستی ہوگی +

بدا پستھ (آسٹریا) میں عالمگیر ٹیلیگراف کانفرنس کا جلسہ اسی ہفتہ میں ہوگا +

تمام ممالک کے وکیل جمع ہونگے بین الاقوامی انٹرنیشنل قواعد پر بحث ہوگی۔ اُمید ہے نرخ گھٹایا جاویگا +

شاہ جرمن نے شہنشاہ بیگم روس کو اپنی فوج کا آنریری کرنل بنایا ہے +

پرنس وکٹور فریڈرک دلیپ سنگھ مصر سے انگلستان میں وارد ہوئے +

اخبار نویسوں کی عالمگیر کانگریس کا اجلاس بدا پستھ (آسٹریا) میں ۱۵ یا ۱۷ جون کو ہوگا +

سیلون میں ڈرائیور کی بے احتیاطی سے گورنر کی گاڑی زور سے ملی کرسیاں وغیرہ ٹوٹ گئیں +

اس پر ۵۰ روپیہ جرمانہ ہوا۔ گورنر نے رحم فرماکر ۳۰ روپیہ کم کر دیا +

لارڈ ولزلی نے ایک تقریر میں اپنی فوج کی نہایت تعریف کی کہا کہ برٹش سلطنت فوج نے قائم کی ہے +

انگلستان میں عورتوں کے مجمعوں کے اثر کی وقعت کو لوگ سمجھنے لگ پڑے ہیں +

معاملہ مصر میں وزیر اعظم انگلینڈ نے کہا ہم نے اپنی ذمہ واریوں کے مطابق مہم اختیار کی ہے +

اُن کا وعدہ تھا کہ مصر کی وحشی اقوام درویشوں و حبشیوں کے حملے سے دائمی حفاظت کریں گے +

پریسیڈنٹ فرانس نے وزیر اعظم کے استعفے کے متعلق روس کے وکیل کی رائے مقدم سمجھی +

فرانس کی نئی وزارت رعایا جمہور زیادہ خوش معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کے خیال کے موافق ہے +

بنگلور میں سخت حادثہ ہوا ۳ نوجوان ہندیاں اور چھ یورپین سخت زخمی ہوئے +

کارلیس کرسٹی منانے کو گرجے کے پاس ٹمٹی محراب بنا رہے تھے۔ یکدم گر گئی۔ کئی چتھڑے گئے +

چترال کے ۵ قیدی سردار افواہ ہے کہ منٹگمری میں رکھے جاویں گے +

بنگلور کے حادثہ میں ایک نوجوان لیڈی مر گئی۔ ۱۹ یورپین مرد و عورتوں کو سخت چوٹیں لگیں +

یقین ہے اب کے پنجاب اور بنگال میں بہت زیادہ تعداد میں فوجیں جمع ہونگی +

۱۵۔ برس کا جرمن لڑکا اعظم گڈھ میں پھانسی ملا۔ ایک لڑکے کو للو کے زیور کے لالچ سے مارا تھا +

مجسٹریٹ گونڈہ نے اقبال علی سب جج کو رشوت و بے ایمانی کے الزام میں سشن سپرد کیا +

ضلع گجرانوالہ میں بھی مویشی قلت چارہ سے مر رہے ہیں۔ ہیضہ بھی پھیلا ہے +

چنیوٹ (پنجاب) کے پاس گذشتہ بارش سے بہت سی ریل بہ گئی ہے۔ مرمت جاری ہے +

اٹاوہ میں ایک کاٹن مل جاری کرنے کی تجویز ہے +

پٹنہ و دربھنگہ میں ہیضہ کی شکایت ہے +

آگرہ پولیس کے دو سپاہی موقوف کئے گئے برات سے زبردستی مٹھائی مانگتے تھے +

شعر و سخن

غزل

مسیحا سے ہم لو لگائے ہوئے ہیں
چراغِ محبت جلائے ہوئے ہیں

نہیں ہر دو عالم میں تکیہ کسی کا
پناہ گاہ تجھے ہم بنائے ہوئے ہیں

ابد تک وہ محمود و مسعود ہوں گے
ازل سے جو تیرے بلائے ہوئے ہیں

نہ جھپکے کبھی چشم عشاق ہرگز
تیرے رُخ پہ آنکھیں لگائے ہوئے ہیں

تجھی سے ہر ایک چیز پیدا ہوئی ہے
تیرے در پہ سب سر جھکائے ہوئے ہیں

تیرے منتظر ہیں تیرے خوں خریدے
فلک کی طرف سر اُٹھائے ہوئے ہیں

نہ پھیرے گا تو منہ کبھی زائروں سے
تیرے آستاں پر جو آئے ہوئے ہیں

مُحّب فکر عقبیٰ نہیں اُن کو بالکل
جو تجھی کو دل میں بسائے ہوئے ہیں

غزل دیگر

تیرے قرباں اے میرے درد مٹانے والے
مرہم روح میرے زخموں پہ لگانے والے
میرا ہمدرد سوا تیرے نہ ہو گا عیسیٰ
تیرے صدقے ہوں میرے ناز اُٹھانے والے

مجھ گنہگار کی ہے زندگی بس تیرے ہی ہاتھ
اے میرے عیسیٰ مجھے شر سے چھڑانیوالے

شربتِ وصل مجھے اپنا پلا دے پیارے
آتشِ ہجر کو اک دم میں بجھانے والے

ہے دُعا تجھ سے مجھے عشق رہے تیرا مدام
اپنے بندوں کو رہِ نیک بتانے والے

تیرے ہی دستِ کرم سے ہیں شفا پاتے سب
آن کی آن میں مُردوں کے جلانے والے

فکر سے رنج سے آفت سے بلا سے غم سے
ہیں فقط آپ ہی طائر کے بچانے والے

الراقم
خاکسار انجمن اسماعیل از سیالکوٹ

قرآن اور یہودیوں کی احادیث

متعلق داؤد

چونکہ قرآن میں داؤد کا نہایت مختصر ذکر ہے یعنی جلیات پر فتح پانا اور بنت سبا سے گناہ کرنا پس ہم اس مضمون پر قلم اُٹھانا نہیں چاہتے صرف اتنا کہتے ہیں کہ جو کچھ لیا ہے یا بائبل سے یا یہودیوں کی احادیث سے اُڑایا ہے +

مظلوم آرمینیوں کیلئے چندہ

پادری غلام مسیح صاحب ... ... للعہ
پادری آر۔ تھیکویل صاحب۔ ڈی۔ ڈی ... معہ
گجرات کی کلیسیا ... ... سے

نوٹس

فیروزپور کلیسیا کے لئے ایک منادی کی ضرورت ہے جس کو عہ روپیہ ماہوار تنخواہ دیجاویگی۔ کلیسیا کے نزدیک اس منادی کے لئے ضروری امر نہیں ہے کہ انٹرنس یا مڈل پاس شدہ ہو بلکہ محنت کش سرگرم۔ اُردو گرمکھی بخوبی جانتا ہو اور پڑھا سکتا ہو اور منادی کر سکتا ہو درکار ہے۔ اپنی اپنی درخواستیں معہ تصدیق پادری صاحبان۔ ماہ جون ۱۸۹۶ء کے آخیر تک بنام ولایت علی سکرٹری پریسبٹیریل فنڈ والمہد محکمہ رائے بہادر میا داس صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع فیروزپور بھیجدیویں +

ضرورت

اجمیر ایس۔ پی۔ جی مشن کے واسطے ایک کیٹی کسٹ کی ضرورت ہے۔ اور نیز ایک اُستاد کی جس نے کم سے کم انگریزی مڈل تک تعلیم پائی ہو۔ درخواستیں معہ نقول اسناد کے ذیل کے پتہ پر پہنچنی چاہئیں +

پادری۔ تاراچند۔ اجمیر

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے ... ... عہ
قیمت بیرونجات سے معہ محصول ڈاک ... ... عہ
قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی ... ... عہ
ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے سے ایک کاپی مفت دیجائیگی +
ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائے گی +

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ اڈیٹران چیف و منیجر اخبار نور افشاں کے واسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں آئم وائلی کے اہتمام سے چھپا +

